ان من الشعراء سحر البیان

طبعزاد فیض بنیاد شاعر نامی جناب شیخ داری صاحب متخلص بہ ارقامی
تلمیذ جناب فہمی صاحب مدظلہ العالی سکندرآبادی اعنی ارمغان دکن

موسوم بہ

دیوان ارقامی

حسب فرمایش

بجناب فضیلت مآب صوفی با صفا زاہد با تقی
جناب سید مرشد پادشاہ صاحب صوفی قاضی چھاونی سکندرآباد

در مطبع [illegible] سکندرآباد طبع شد
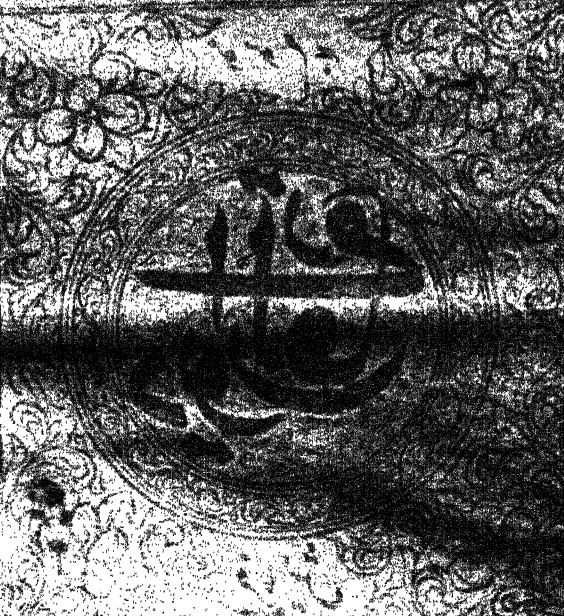
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار شکر اس خلاق عالم کا کہ جسنے ایک مشت خاک کو زیور زندگی سے آراستہ و پیراستہ کر کے جوہر نطق عطا فرمایا اور عالم ہستی سے نیست مین لایا درود نا محدود جناب سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالم و عالمیان کو سزاوار ہے اور ہزار ہا شکر و احسان اس پروردگار عالم کا جسنے ہم گنہگارون کیلئے پیارا شفیع اور روز شفاعت کا ذریعہ ٹہرایا۔ شعر گنہگاران امت کو نہین ہے خوف محشر کا۔ وہان پر بہی رہیگا ہاتہ مین دامن پیمبر کا۔ الا بعد عاصی پر معاصی شیخ وادے صاحب المتخلص بہ ارشد قاسمی و تلمیذ جناب فہمی صاحب سکندرآبادی حسب فرمایش احباب ایک مختصر دیوان تصنیف کر کے بغرض خوشنودی احباب طبع کیا۔ مخفی نرہے کہ اس ناچیز نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے سات چند غزلین اور خمسجات تصنیف کر کے ایک مجموعہ تیار کر رکہا تہا بعض احباب نے یہہ رائے دی کہ آپ نے اسقدر اپنی طبیعت پر بار ڈال کر مختصر دیوان تیار کر رکہا ہے پس اسکو کیون نہین طبع کرواتے۔ بعضون نے کہا کہ واقعی آپکا کلام لا کلام قابل قدر ہے کیون سرمہ چشم عزیزان نہین بناتے بعضون کہا کہ اس بے بہا جنس غیبی کو ظاہر مین نہین لاتے کیونکہ اسکی اشاعت سے زندگی مین شہرت اور بعد زان یادگار زمانہ ہے۔ غرضکہ بمجبوری احباب بندہ کے دل مین بہی ایکطرحکا خیال پیدا ہوا اور چند وجوہات متذکرۂ بالا ایک حد تک قابل تسلیم پائے گئے۔ پس اسلئے اس ناچیز نے اس سرمایۂ غیبی کو طبع کرانے کی کوشش کی سچ تو یہ ہے کہ بڑے بڑے شعرائے نامدار جنکے کلام کی شہرت اپنے زمانے مین لاجواب تہی۔ گو اونکو اس زمانہ ناپائدار نے صفحۂ ہستی سے اونکا نام و نشان مٹا دیا۔ مگر اونکا کلام اب تک اونکے مٹے ہوئے نام کو زندہ کر رکہا ہے گویا آج کل اونکی زندگی کا نشان بتا رہا ہے۔ گو مین اس لایق نہین ہون وہ کہان اور مین کہان مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تاہم اپنا کلام بطور یادگار زمانہ رہجائیگا۔ اس غرض سے مین نے طبع کروایا ہے۔ اب ناظرین با تمکین کیخدمت مین گزارش کیجاتی ہے کہ اور ساتہہ ہی یہ بہی امید قوی ہی کہ اگر اس ناچیز کے کلام مین کوئی نقص واقع یا سہواً کوئی غلطی وقوع مین آوے تو عیب پوشی کو کام فرماوینگے۔ فقط الانسان مرکب من الخطا والنسیان۔

شعر۔ دنیا مین زندگی کا کسے اعتبار ہے
ارقامی یہہ کلام ترا یادگار ہے

غزل در حمد

غنچہ لب سے کب ادا ہوتی ہے اوس رب کی ثنا
گل کہلے پر مہکنے خوشبو سے ہر ڈہب کی ثنا

بت پرست ہو یا کہ ہو آتش پرست سبی پوچہہ لو
فخر سے کرتا رہیگا اپنے مذہب کی ثنا

جو ہے آقائے حقیقی رزق دیتا ہے مدام
روز و شب لازم ہے ہمکو اپنے صاحب کی ثنا

طالب زر ہو کوئی کوئی خوشامد کے لئے
پہر لالچ کرتے ہین سب اپنے مطلب کی ثنا

بعد حمد حق مقرر نعت احمد ہے ضرور
جو خلیفے چار ہین کرنا ہے اون سب کی ثنا

عشرہ تل جو ہین مبشرہ وہ صحابائے رسول
جان و دل سے کیجئے ہر وقت ان سبکی ثنا

ہین علی عشرہ مین داخل پنجتن مین بہی ہین ہم
چار یارو تین وہی کرلیسے طایب کی ثنا

شبیر حق داماد احمد رہنمائے انس و جان
فاطمہ حسن و حسین کی اور نائب کی ثنا

تجہہ سے کیا فہمی ادا ہو حمد حق نعت رسول
یہ چلن آتی ہے آگے سے نہین اب کی ثنا

مدح خوان کیونکر نہون دسے رسول اللہ کا
شان مین جنکی کہ مصحف ہے گواہ اللہ کا

عرش پر دیکہا محمدؐ نام ہے اسم لطیف
پڑہ لیا دل نے وہین آدم صفی اللہ کا

خاتم پیغمبران پیغام حق سبکو دیا
ملتی مشہور دنیا تہا خلیل اللہ کا

ذریت آدم ہے پر اشرف ہے مخلوقات مین
سلسلہ ابتک وہ قایم ہے ذبیح اللہ کا

بعد میرے یک نبی ہوویگا قایم بایقین
رتبہ والا ہوا موسیٰ کلیم اللہ کا

آئینگے بعد از مرے فرمائے ہین عیسیٰ مسیح
مجہسے بہتر وہ نبی کہتا تہا روح اللہ کا

بعد حج کے ہو مجہے اونکی زیارت بہی نصیب
ہے ارادہ اسلئے جانیکو بیت اللہ کا

ایک وہ از خود رہا فہمی بقا کی راہ پر
اسلئے ڈہونڈہے سہارا ہم رسول اللہ کا

عزم ہے اب روضۂ اقدس کو چلکر دیکھنا
چاہئے ہم مو منور روئی پیمبر دیکھنا

یاد کر لیتے ہین ترے ابروئے خمدار کو
چاہتے ہین ہم کبھی قاتل کا خنجر دیکھنا

غرقِ بحرِ شرم ہون اور سر پہ ہے بار گناہ
پیش حق کسطرح گذرے روز محشر دیکھنا

جب گری بجلی فلک سے تو یہی کہتے ہین ہم
روئے خندان کو ترے ہم بہی تڑپکر دیکھنا

دیکھ اے فصاد اب میرا جنون ہے زور پر
کسطرح روئیگی لوہو چشم نشتر دیکھنا

اس قدر ہے مجھکو یاد روئے خندان صنم
چاہتا ہون ایفلک مین برق مضطر دیکھنا

کشتئ تن کو مرے ارقامی سیل اشک سے
ڈہائیگا اکروز مرا دیدۂ تر دیکھنا

جب تصور مین خیالِ رخ جانان ہوگا
صورت زلف میرا حال پریشان ہوگا

کر دیا میری سیہ بختی نے دفتر کو سیاہ
جز خداوند وہان کون مہربان ہوگا

وہ لگائے جو جنازہ کو مرے ہات کبہی
کیون نہ پہر زینت اورنگ سلیمان ہوگا

حالتِ نزع مین ہے جلد خبر لے ظالم
ترا بیمار کوئی دم کا ہی مہمان ہوگا

مصحف رخ کے تصور کو نہ چہوڑ ارقامی
داخل خیر ہے جو حافظ قران ہوگا

قتل کرتا ہے ترا ترچہی نظر سے دیکھنا
کب پسند آئے ترا تیغ و تبر سے دیکھنا

مر گیا ہون مین ترے موئے کمر کی یاد مین
خاک اوڑے باریک اب سر گذر سے دیکھنا

اسلئے وہ رو رہا ہے آج پہر میری طرح
ابر کو یاد آیا مرا چشم تر سے دیکھنا

آرہا ہے یاد ہر دم زلف و رخ کی عشق مین
اپنے عاشق کو ترا شام و سحر سے دیکھنا

خون آنکہونسے رواں ہے انتظار یار مین
کیا نکلتا ہے مرے دل اور جگر سے دیکھنا

بلبل ارقامی نکلے کسطرح سے باغ مین
حسرت پرواز مرے بال و پر سے دیکھنا

شرط مردونکی ہو کے تا کب ہی ہے یاری رکہنا
دل نہ ملکا کر وہر بات مین بہاری رکہنا

آج اس شرط سے پیتا ہون تجہے اے صہبا
سحر تک وصل مین تو مجہ مین خماری رکہنا

ہونسو جا نہین سکتا ہون ضعیفی کے سبب
تم مرے واسطے تیار سواری رکہنا

فرقت یار سے رو رو کے یہی کہتا ہون
آنسو ہر روز مری آنکہہ سے جاری رکہنا

فیض فہمی سے مین کیونکر نہ کہون ارتقا می
بزم شعرا مین تو اب شرم ہماری رکہنا

ہوتا نہین ہے تنگ بیابان عشق کا
وحشی دلون کو خوب ہے میدان عشق کا

اچہا ہوا جو مجہپہ ہے احسان عشق کا
نکلا مرے جگر سے نہ پیکان عشق کا

اسواسطے مین اسکو بہی کرتا نہین جدا
رہجائے تا کہ دل مین نہ ارمان عشق کا

یارب یہ خوف ہے کہ یہ اب نکلے کسطرح
دل مین مرے لگا تو ہے پیکان عشق کا

آہ و فغان و زردی رنگ اور چشم تر
کیا نمود مجہہ مین ہے سامان عشق کا

شاید ہے اس مین بہی اثر حضرت جنون
کیا پہٹا ہوا ہے گریبان عشق کا۔

تا حشر یہہ کبہی نہ مرے دل سے جائیگا
بہولونگا قبر مین بہی نہ احسان عشق کا

مل جائینگے یقین ترے عشاق خاک مین
چہوڑینگے پر کبہی نہ یہہ دامان عشق کا

ارتقا می تم سے ہون نہ کبہی طے یہہ منزلین
دشوار راستہ ہے بیابان عشق کا

مرے جگر مین بہی صدمون کا کچہہ شمار نہ تہا
ہمارے پہلو مین دلکو کبہی قرار نہ تہا

پہونچ گیا سر مقتل جو سب سے پہلے ہی
کہے وہ ہنسکے ترا مجہکو اعتبار نہ تہا

خزان مین حسرت پرواز تک نہین نکلے
یہی ہے رشک مجہے موسم بہار نہ تہا

کہو تو کیون نہ اوٹہے تیغ دست نازک سے
حنا کا رنگ جو ہاتہون مین تمکو بار نہ تہا

ہمارے داغ جگر سے فراق جانان مین
کب آفتاب قیامت بہی شرمسار نہ تہا

اوڑا ہے حسد سے جو یہ صبا بن کر
کہ مرے خاک کے کب چرخ کو غبار نہ تہا

فراق یار نے پیک اجل کا کام کیا — کہ میری روح نکلنے کا اعتبار نہ تھا
کھلے ہین آنکھین اب رقامی صورت نرگس — وہ کون شب تھی مجھے اونکا انتظار نہ تھا

نقاب اپنا سرکا کے کہتا ہے کیا کیا — مرے جلوۂ رخ مین دیکھا ہے کیا کیا
گھٹا بنکے اسکا برسنا ہے کیا کیا — مرے چشم ترکو بھی دعویٰ ہے کیا کیا
وہ غصہ سے کیون آج خنجر بکف ہین — خدا جانے اونکا ارادہ ہے کیا کیا
نہ ہو تو تم عشرت پرست اہل دولت — فلک کل دیکھائے تماشہ ہے کیا کیا
یہ کہتے ہین حسرت سے سب جانکنی مین — الٰہی اجل کا تقاضا ہے کیا کیا
کہے وہ گلے سے لپٹ کر شب وصل — کہو اور دل مین تمنا ہے کیا کیا
بنا بخت میرا عدو مثل گردون — مجھے ایسا سا پھراتا ہے کیا کیا
مجھے ذبح کر کر وہ فرما رہے ہین — یہہ بسمل کا دیکھو تماشا ہے کیا کیا
کہے وہ ادا سے مرے خط کو لیکر — کہو قاصد اس مین لکھا ہے کیا کیا
پئے قتل آتے ہین وہ ہات خالی — وہ تیغ ادا کا بھروسا ہے کیا کیا
دم فکر ارقامی طبع رسا مین — کہ برجستہ مضمون آتا ہے کیا کیا

مین جب اپنا دل نالان لئے با اضطراب آیا — کہے وہ کون ہے لیکر جو یان چنگ و رباب آیا
برنگ برق ہنسکر جب وہ رشک آفتاب آیا — گھٹی وحشت جو کچھ دل کی تو بڑھکر اضطراب آیا
خدایا کیون نہ ہو جائے مرا ظلمت کدہ روشن — نقاب اوٹھا کے رخ سے جب وہ رشک آفتاب آیا
خیال اوسوقت آیا مجھکو مری چشم ساقی کا — کہ وقت میکشی جب سامنے جام شراب آیا
لیا جو بوسۂ عارض تو جھپٹا افعی گیسو — کہا نئے سانپ یہ یارب مجھے دینے عذاب آیا
جو مانگا بوسۂ رخ تو کہا جھنجھلا کے غصہ مین — لحاظ اسوقت کچھ تجھکو نہ اے خانہ خراب آیا

مرے لخت دل بریاں کو اوسدم رشک آتا ہی
کہ وقت میکشی جو سامنے لیکر کباب آیا

جو تم آئے ہوا اولٹا کر نقاب چہرۂ روشن
قسم ہے کب تمہارے دیکھنے والون مین تاب آیا

کہے یہ دیکھکر خال سیاہ یار ارقؔ سے
کوئی ہندو نظر شب کو مجھے ہنگام خواب آیا

ترے چلنے مین مار زلف سے ایجان کیا ٹپکا
کہ اوسکا زہر سکا ہے کہ یا عطر حنا ٹپکا ہو

کیا بیجرم قاتل نے جو مجھکو قتل مقتل مین
تو اوسکے دست رنگین سے یقین خون حنا ٹپکا

پئے شوق شہادت جاتے جاتے راہ مین دیکھا
ہوا ہے خون لاکہو نکا لگا ہے جا بجا ٹپکا

الٰہی سوزش غم نے کیا پارہ جگر ایسا
نہین تھمتا تھا لیسنے ایچشم تر ذرا ٹپکا

مجھے تو قتل کرتا ہے تو کر پر مان لے میری
صفائی ہاتھہ کی یون ہو نہ خون میرا ذرا ٹپکا

جگر کا آبلہ پھوٹا ہے شاید نوک مژگان سے
بجائے اشک آنکھو نسے لگا ہے خون کا ٹپکا

تمو لیکی طرحسے ڈھونڈھتے ہو کسکو ارقؔ سے
مجھے معلوم ہے شاید کہین دل آپکا ٹپکا

حال لکھتا ہون دیدۂ تر کا
گھٹ گیا حوصلہ سمندر کا

بیقراری مین اور تڑپنے مین
دل نمونہ ہے برق مضطر کا

تجھسا اے ابر مین بھی روتا ہون
حوصلہ دیکھہ دیدۂ تر کا

چل رہا ہے گلو پہ رگ رگ کر
یا تلے پڑا ہو خنجر کا ٹکڑا

قتل مجھ کو بھی شوق سے کر لو
دیکھتا ہون مزہ مین خنجر کا

دل ہے اب صاف مثل آئینہ
مرتبہ بنا سکندر کا

سنگدل ہے بہت وہ ارقؔ سے
دل بنایا ہے اوس نے پتھر کا

جو جلوۂ رخ مین تجھے موسیٰ نظر آیا
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

حاضر ہے ذرہ آپ تو میرے لہو کو
مہندی کا تمہین رنگ جو پھیکا نظر آیا

وہ ذبح مجھے کرکے یہی کہتے ہیں ہنسکر — بسمل کی روش اس میں تڑپنا نظر آیا

لوگوں نے کہا چھایا ہے پس چاند پر اک ابر — رخ پر جو ترے اوڑھا دوپٹہ نظر آیا

ارقامی مرے شعر کو سنکر کہے احباب — تو بزم میں اک رونق شعرا نظر آیا

ردیف الباے

خون دل کو ہجر میں سمجھا ہوں میں اکثر شراب — اب زمانے میں نہیں ہے اس سے کوئی بہتر شراب

جب خمار آیا تو مجھ کو سوجھتی ہے دور کی — خاصیت اسطور کی اب رکھتی ہے اکثر شراب

ہو اگر بزدل تو پیمانہ میں ہو جائے دلیر — کاٹتی ہے صف پہ صف اب صورت خنجر شراب

زرد چہرہ زرد رنگت اور تس پر چشم نم — ہے ہمارے حق میں اشک و چشم تر ساغر شراب

تاک میں ہوں دیر سے میں ساقئ گلفام کے — لطف ہو مجھکو ادہر ہی ساقئ کوثر شراب

دل جلے میں پارۂ دل کو بنا دیگے کباب — سینۂ بریان ہے مجمر خون غم اکثر شراب

کیا او ہے بے یار ساقی آج لطف میکشی — پھرتی ہے مرے گلے پر صورت خنجر شراب

شغل یہ اچھا نہیں ہے مان ارقامی کہا — کر چکے تاراج دیکھو اب سیکڑوں گھر شراب

ردیف الپاے

کیوں قتل کرتے ہو مجھے ترچھی نظر سے آپ — بہتر ہے کیجئے مجھے تیغ و تبر سے آپ

دل میرا چھین لیتے ہو جور و جفا کی سات — باز آؤ اب تو بہر خدا ایسے شر سے آپ

ہم تمکو چاہتے ہیں تو تم چاہو غیر کو — یہہ خوب طرز لائے ہو صاحب کدہر سے آپ

بسمل ہے کوئی ناز کا کوئی ادا کا ہے — لاکھوں کو زخمی کر چکے ترچھی نظر سے آپ

رفتار ہی سے آپ قیامت بپا کئے — اب بہی نہ باز آتے ہو کیوں اپنی شر سے آپ

دل کو اگر جلائیں تو جلجائیگا فلک — دیکھو ذرہ بغور تو اپنے نظر سے آپ

چاہو تو ایکدم مین جلا دونگا آسمان
واقف ابھی نہین ہین مری آہ شرر سے آپ

آجائے گر خیال جو محبوب کا تمہین
ارقامی جائیے چلتے ہوئے اپنے سر سے آپ

ردیف التاے

لیتا رہونگا بوسۂ جانان تمام رات
نکلینگے خوب حسرت و ارمان تمام رات

یا رب ہون کسکی شمع محبت کا شیفتہ
پروانہ سان ہون ہجر مین سوزان تمام رات

دنرات تری عارض گلگون کی یاد مین
رہتا ہون مثل آئینہ حیران تمام رات

یوسف کی چاہ مین تھی زلیخا اسیر غم
دنکو تھی اشکبار تو نالان تمام رات

رونیکے وقت تیرے در اشک دیکھہ کر
شرمندہ ہوگیا در غلطان تمام رات

تیرے طفیل جوشش وحشت مین اے جنون
چھانا ہے ہمنے خاک بیابان تمام رات

کالے ہین اونکے روئے مصفا پہ لوٹتے
لون کسطرح سے بوسۂ جانان تمام رات

کچھہ دیر کے لئے تری جور و جفا سہین
اچھے نہین یہہ حال مہربان تمام رات

سیماب بنکے دن کو تڑپتا ہون ہجر مین
رہتا ہون مثل زلف پریشان تمام رات

ارقامی بزم یار سے محروم ہی رہے
مانا نہ میری ایک بھی دربان تمام رات

ردیف ٹ

عین محفل مین ہوا ہر ایک کا دل لوٹ پوٹ
اونکی رخ پر جب ہوئے زلف سلاسل لوٹ پوٹ

خوب ہمنے الفت ابروئے قاتل دیکھہ لی
ہوگیا ہون مین برنگ مرغ بسمل لوٹ پوٹ

تاب نظارہ کہانسے لائیگی چشم فلک
عکس روئے یار سے ہی ماہ کامل لوٹ پوٹ

دست نازک سے چلیگا آپکے گہر دور مئے
ایک ہی ساغر مین ہوجائیگی محفل لوٹ پوٹ

دیکھہ لے گر ناقۂ لیلی کو مجنون دشت مین
شوق وصل یار مین ہوجائے محفل لوٹ پوٹ

بے گناہی نے سر مقتل پشیمان کر دیا | ہو گیا ہے سات ہی بسمل کے قاتل لوٹ پوٹ
روئے عالم تاب کی توصیف کس منہ سے کرون | اوسکے ہر ناز و ادا پر ہو گیا دل لوٹ پوٹ
کیون نہ ارقامی مرے ہر شعر پر ہو آفرین | ہے فصاحت پر میری سحبان وائل لوٹ پوٹ

ردیف ث

کافی ہے میرے قتل کو تیغ نظر عبث | دکھلا رہے ہین آپ جو تیر و تبر عبث
تیرے جفائین شوخ مین اب کسطرح سہون | اوس نگہ ناز کا ہے یہہ پارہ جگر عبث
اس راہ عشق کی بڑی مشکل ہین منزلین | چلنا ہتیلی مین جو لئے اپنا سر عبث
دن رات مثل ابر نہ مین روؤن کس طرح | پہلو سے غائب ہے مرا رشک قمر عبث
دیکھا جو اک نظر تو وہ مجروح کر دیا | رکھتا ہے سات اپنے وہ تیر نظر عبث
لاکھون شہید ہین ترے غمزہ کے جانجان | دکھلا رہا ہے مجھکو تو تیر و تبر عبث
رونا جو ہجر یار مین ارقامی منع ہے | نادان ہو تم جو کرتے ہو یہہ چشم تر عبث

ردیف ج

پہرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج | سیر چمن کو آیا کوئی گلعذار آج
بلبل کو عشق گل سے ہے اور گل سی خار کو | آئی ہے باغ مین کہین فصل بہار آج
صیاد تاک مین ہے تمہاری اے بلبلو | دیکھو تو وہ ضرور کریگا شکار آج
بیٹھا ہے آج شوخ مرا اسکی بزم مین | بے تابی میرے دل کو ہے بے اختیار آج
لایا جواب نامہ جو ارقامی نامہ بر | کیون جان و دل کرون نہ مین اوسپہ نثار آج

ردیف چ

ڈالے رقیب مجھ مین مرے دلربا مین پیچ | آیا ہے جس طرح تری زلف رسا مین پیچ

جسطرح پیچ کہا تا ہون مین عشق زلف مین — آجائے یون ہی اب تو تمہاری جفا مین پیچ

آئے نہ پائے اب ملک الموت میرے پاس — یا رب ذرہ تو ڈالدے پائے قضا مین پیچ

اے خبر نہین مری رشک بہار کی — کیا پڑ گیا ہے بلبلو پائے صبا مین پیچ

یہ کہہ رہی ہے الفت زلف رسا مجھے — بنکر بلا تو ڈالدے اب اس بلا مین پیچ

یہ کہہ رہی ہے الفت گیسوئے یار ہی — ارقامی آئے کب تری طبع رسا مین پیچ

ردیف الحائے

لایا ہے آسمان ہی تمہارے جفا کیطرح — افسوس پر نہ لایا وہ مجھسے وفا کے طرح

شیرین دہن سے کہا تا ہون ہر روز گالیان — تازی مٹھائی ملتی ہے مجھکو غذا کے طرح

وہ قتل کرکے خود ہی پشیمان ہو گئے — پر لطف پھر لائے ہین پھر وہ حیا کیطرح

قاتل ہے اسقدر میری تاثیر خون مین — چھٹیگا دست یار مین رنگ حنا کیطرح

آیا نہ کوئی دوست جو ارقامی قبر پر — غربت ہماری خاک اڑائی صبا کیطرح

ردیف الخائے

قند سے بھی ہے مجھے شیرین ترے دشنام تلخ — پر تری فرقت مین ہے مجھکو یہ صبح وشام تلخ

عیش مین سب عمر گذری ہوگیا وہ وقت خواب — عہد پیری مین نظر آتا ہے اب آرام تلخ

کہہ رہا ہون لیکے بوسہ چشم نرگس کا ترے — کس مزے سے کہا رہا ہون مین ترے بادام تلخ

اندون ترسا رہا ہے دیکھو چرخ پیر نے — اب نظر آتے ہین مجھکو گردش ایام تلخ

زہر سے کیونکر نہ افزون ہووے ارقامی سبھے — ہجر ساقی مین کبھی مینے پیا ہے جام تلخ

ردیف الدال

جان بلب ہون مگر ابتک نہین آیا قاصد — عالم نزع مین کیا راہ دکھایا قاصد

صورت ابر اب اونکو بھی رولایا قاصد
خوب رو رو کے میرا حال سنایا قاصد

نامہ بر اپنا بنا لیتے دل مضطر کو ہم
کوئے جانان کا پتا بھی نہ دکھایا قاصد

خانہ دل مین میری روح ترکیون تڑپیگی
اوسکے گھر کا پتہ جبتک کہ نپایا قاصد

حشر مین نامہ اعمال سمجھہ ارتقا مے
کبھی قسمت سے جواب اپنا جو لایا قاصد

کیون نہ ہوگا اب چمن مین نالہ ہر بار بند
ہوگئے کنج قفس مین بلبل گلزار بند

رو رہا ہون مثل ابر و باران کیطرح
ہجر مین کب ہوگا میرے آنسوؤنکا تار بند

دیکھنے والے تمہارے دیکھہ ہی لینگے کبھی
غم نہین ہے ہوگیا گر روزن دیوار بند

شب کو یہ جاگا ہے مین نے انتظار یار مین
صبح تک ہرگز نہ تھے یہہ چشم دریا بار بند

ہوگئے موقوف ابتو نامہ و پیغام سبھی
قاصد و لٹنے ہوگئی ہے راہ کوئے یار بند

میکشان سب کہہ رہے ہین آگئی فصل بہار
غم نہین ہے گر رہی یون ہی در خمار بند

کسطرح ارتقا میاں اب اپنی ہوگی زندگی
کر دیا ہے ابتو آنا بھی خیال یار بند

ردیف الڈال

دکھلاؤ تم نہ ابروئے خمدار کا گھمنڈ
از بسکہ ہم بھی رکھتے ہین تلوار کا گھمنڈ

رکھتا ہے چرخ مہر پر انوار کا گھمنڈ
رکھتے ہین ہم بھی اپنے رخ یار کا گھمنڈ

بیٹھے بٹھائے پی لئے دو چار پیالیان
جان جہان تو دیکھہ یہہ میخوار کا گھمنڈ

ہم بھی تو روز و شب ہین قیامت کی منتظر
یان کسکو تم دکھاتے ہو رفتار کا گھمنڈ

کہتے ہین سب یہہ اہل سخن بزم مین مجھے
ارتقا ہمی بھی تو رکھتے ہین اشعار کا گھمنڈ

ردیف الذال

کیا تجھکو مل گئی مری طرز فغان لذیذ
سمجھا ہے اسلئے تو بہت آسمان لذیذ

سنتے ہین گوش دل سے خدا کا ہزار شکر
کیا انکو ہوگئی ہے میری داستان لذیذ

مین مرگیا ہون اوس شہ خوبانکے عشق مین
کیون کر نہ ہو ہما کو میرے استخوان لذیذ

کہاتا ہے جسطرح کہ شیر و شکر کو ئی
ہر زخم دل کو ہے تری تیغ زبان لذیذ

یہہ آرزو ہے مجھکو تیرا عشق اے صنم
جسطرح سے کہ قلب کو ہوتی ہے جان لذیذ

وے تو اوٹھانے کیلئے بار گران او نہین
میرے لئے نہین ہے اے آسمان لذیذ

باز آؤن کسطرح سے مین اب عشق ظلم سے
ارقامی کے ہے مجھے ستم آسمان لذیذ

ردیف الزائے

موزیون کو بھی نہ چھوڑا ہے سلیمان ہرگز
سخت کافر بھی ہوا ہے نہ مسلمان ہرگز

نامۂ وصل جو لایا ہے میرے قاصد نے
رہنے پایا ہے سینہ مین نہ ارمان ہرگز

قسم اللہ کی میرا ذکر پریشانی کا
نہین چھوڑی ہے تیری زلف پریشان ہرگز

یہ تصور ہے اب اے گیسوئے جانان تیرا
ہم نہ دیکھینگے کبھی افعی پیچان ہرگز

جیتے جی چھوڑون نہ مین کوچۂ جانان ایدل
مین نہ جاؤنگا اے ارقامی پرستان ہرگز

ردیف الرائے

کیجئے مدنظر اسکی ذرہ بنیاد پر
طائر دل آشیان باندھا کف صیاد پر

غم نہین ہے وان نہ جائیگی اگر میری آہ رسا
وہ نکل آئینگے گھبرا کر میری فریاد پر

باز وہ جور و جفائونسے نہ آئیگا کبھی
چرخ بدظن کا گمان ہے اوس ستم ایجاد پر

چشم سے میرے گہر نکلے نہ خالی اندنون
فیصلہ کے واسطے آئے ہین رو کر داد پر

دوست خوش ہوئے ہین سنکر شعر ارقامی ترے
جل رہے ہین سب عدو دیکھو سخن کی داد پر

ردیف الطائے

تو اے شب فراق نہ زلف رسا کو چھیڑ
ڈسنے کو مستعد ہے نہ کالے بلا کو چھیڑ

قاتل بنا ہے کسقدر اب اوسکے واسطے
کرتا ہے خون خون جگر اوس حنا کو چھیڑ

آباز دل تو پھر خدا جور چرخ سے
کہتا ہون تجھکو تو نہ اس اہل جفا کو چھیڑ

سمجھا ہے قتل کرنے کو وہ کھیل طفلگی
کرتا ہے خون روز کسی بے خطا کو چھیڑ

کیا ظلم کر رہا ہے یہ مجھپر وہ چرخ پیر کو
ذرات دیکھیے تو مجھ اہل وفا کو چھیڑ

ارقامی بزم یار مین ساقی ہے جام ہے
اب پھر وصل آج تو اوس دلربا کو چھیڑ

ردیف سین

جاؤن کسطرح سے مین اوس گل رخسار کے پاس
بن طلب آیا نہ کوئی تری سرکار کے پاس

کوئی بہولے سے بھی افسوس نہ لی میری خبر
نالے کرتا ہی رہا مین ترے دیوار کے پاس

بعد مرنے کے مری خاک ٹھکانے لگ جائے
تھوڑی ملجائے زمین سایۂ دیوار کے پاس

عشق مین میرا نکل جائے تو دم بہتر ہے
تا پشیمان نہ ہون احمد مختار کے پاس

مین کجا خیر کجا شہر مین گذر جاتی ہے عمر
کو لئے منہ سے چلون داور داور کے پاس

دیکھکر نبض تحیر سے مسیح دوران
دیر تھوڑی سی بھی نہ ٹہرا ترے بیمار کے پاس

زہد پر اپنے نہ کر ناز تو اے ارقامی
ہم نے دیکھا ہے تجھے خانۂ خمار کے پاس

ردیف شین

مین الفت ابرو مین ہون تلوار فراموش
افسوس کہ ہے خنجر خونخوار فراموش

بہولون نہ لحد مین بھی کبھی کوئے بتا نکو
بلبل نہ قفس مین کرے گلزار فراموش

وہ عاشق نالان ہون سے نالون کے آگے
بلبل بھی کرے نالۂ ہر بار فراموش

چہتا ہون نہ بہولون مین تری چشم کو ساقی
ہرگز نہ کرے جام کو میخوار فراموش

ہر لحظہ یہی کہتی ہے وہ چاہ زلیخا کو
یوسف سے نہ ہو مصر کا بازار فراموش

رونے مین جو آجائیگی یاد در دندان
کیونکر نہ ہو ہر اشک گہر وار فراموش

ہولون کبہی ارتقامی نہ اوس بت کی محبت
ہرگز کرے عیسی کو نہ بیمار فراموش

ردیف صاد

مجہکو سمجہا ہے میرا چرخ ستمگر ناقص
کس کہون پہلے سے ہے میرا مقدر ناقص

کون میخانہ مین پیویگا شراب اے ساقی
شیشہ ناقص ہے وہی ناقص و ساغر ناقص

شوق تہا دل مین پیون ساغر گل جنت مین
ان رقیبون نے پلایا ہے مجہے ساغر ناقص

لایا ابتک بہی نہین میرا جواب نامہ
وائے قسمت کہ ملا بہی ہے کبوتر ناقص

شمع رو سوزش الفت مین یقین ہے ہم کو
ہم بہی پروانہ سا ہوجائینگے جلکر ناقص

اشک کو میرے کہا نسکے وہ اے ارتقامی
کیا نکلتے ہین میری چشم سے گوہر ناقص

ردیف ضاد

وحشی کو تیرے سیر گلستان سے کیا غرض
گل سے نہین تو بلبل نالان سے کیا غرض

سودا ہوا ہے جب سے مجہے زلف یار کا
رکہتا ہون مین بہی افعی پیچان سے کیا غرض

جی چاہتا ہے مصحف رخسار دیکہہ لون
اب زاہدا مجہے ترے قران سے کیا غرض

پیک اجل کے آتے ہی ہوجاتی ہے گریز
رکہتی ہے روح حسرت و ارمان سے کیا غرض

ارتقامی خود چمکتے ہین اشعار جا بجا کو
محفل مین مجہکو دارد سخندان سے کیا غرض

ردیف الطائے

خون دل سے رکہا ہون لکہکر خط کو
جلد لیجا میرا کبوتر خط کو

دل بیتاب کا لکہا ہون حال
گر نجائے کہین تڑپ کر خط

دلِ نازک پہ ان کی بار نہ ہو
میرے درد جگر کا پڑھ کر خط

رات دن بیقرار رہتا ہون
قاصد آیا ابھی نہ لے کر خط

بھیجتا ہون مین شوخ رنگین کو
چاہیئے لکھنے خونِ خنجر خط

جان بلب ہون مین بیقراری مین
کب دکھائے مجھے مقدر خط

شکر ہے بزم مین رقیبون کی
لکھدیا ہے جواب پڑھکر خط

جو کہ پرچہ ہے دست دلبر مین
بس وہی ہے میرا مقرر خط

نوجوان ہو گئے وہ ارقامی
نکل آیا ہے اون کی رخ پر خط

ردیف الظاء

گر سب ہین ترے ابروئے خمدار سے محفوظ
میرا بھی دل زار ہے اوس وار سے محفوظ

اک آہ گرم سے ابھی جلجائے آسمان
توکب رہے اس آہ شرربار سے محفوظ

وہ وقت نزع بھی نہین آئے جو میرے پاس
رکھا مرے نصیب نے دیدار سے محفوظ

مرغانِ ہوا کٹ کے گرے فرش زمین پر
کب رہتے ہین تیغ نظرِ یار سے محفوظ

دنرات تصور ہے کسی چشم فسون کا
ارقامی نرہ نرگس بیمار سے محفوظ

ردیف العین

جس بزم مین ہوتا ہے ابھی گذر شمع
پروانہ کو ہو جاتا ہے اوس دم اثر شمع

جلکر وہ دیا کرتا ہے بیساختہ جان کو
پروانہ کو ہوتی نہین ہرگز خبر شمع

آتا نہین وہ پاس بھی اس خوف کے مارے
نکلے نہ میرے جلنے کو یارب شررِ شمع

ثابت قدمی دیکھو کہ جلتی ہے سراپا
اللہ نے پیدا جو کیا ہے جگر شمع

بہلاتے تھے ہم ہجر کی شب دیکھکر اسکو
ہے صبح قیامت نہ ابھی سفر شمع

ارقامی یہہ اوڑ جائیگی پروانہ کے مانند | قسمت سے کبھی ہونگے اگر بال و پر شمع

ردیف الغین

غم نہین ہے وہ نہ لایا گر سر مدفن چراغ | بنگیا ہے قبر مین داغ دل روشن چراغ

سوزش تاثیر ہمنے خوب دیکھی رات کو | آپ خود جلکر گیا ہے انجمن روشن چراغ

غم نہین ہے گر سلامت ہین میرے داغ جنون | بعد مردن بھی لحد مین ہوویگا روشن چراغ

غم نہین احباب بھی لائے نہ میری قبر پر | ہان مگر اک بیکسی لائی پس مردن چراغ

روشنی دیکھے جو اوسکے چہرۂ پر نور کی | مین یہہ سمجھا جل رہا ہے زیر پیراہن چراغ

شرم سے گل شمع ہو میرے داغ دل کے روبرو | شمع کا نور اوڑ گیا ہے اب ترا روشن چراغ

ہوتے ہین پروانے اوسپر دیکھو ارقامی نثار | بنگیا ہے بزم مین شاید کہ یہہ دلہن چراغ

ردیف ف

عکس رو مین ہے اثر اک اسطرف ایک اوسطرف | شکل آتی ہے نظر اک اسطرف اک اوسطرف

میری صورت کو ذرہ دیکھو کہ مرے یار کی | ہے نظر میزان پر اک اسطرف اک اوسطرف

مین ہوا گہایل ادا کا اے رقیبو دیکھہ لو | دیکھتے ہین جن و بشر اک اسطرف اک اوسطرف

یار کی تصویر کہنچا ہے تصور مین یہ سہے | اوسکا دیچ آیا نظر اک اسطرف اک اوسطرف

دین و دنیا پوچھتے ہین نزع مین آکر سبھی | لینے ایمان و جگر اک اسطرف اک اوسطرف

اشک دامن پر میرے رونے مین مچلے اسقدر | نکلے ہین طفل گہر اک اسطرف اک اوسطرف

شاخ گل پر مثل بلبل ہوگا ارقامی نثار | خوش ہین اب جان و جگر اک اسطرف اک اوسطرف

کس طرح چہپاکر چہپائی ہے ترا رخسار زلف | بنگئی ہے مہر پر یا ابر دریا بار زلف

رو چکا ہون ابر دریا بار سان مین عمر بہر | پر نظر آئی نہین مجھکو تری زنہار زلف

کسطرح لون جا نجان بوسہ تیرے رخسار کا — خوف ہے چاٹے نہ مجھکو ہے بہت سہدا زلف
کہا رہا ہون صورت اژدر ہین دل مین پیچ و تاب — اک نظر دیکہا ہو نہین جسوقت تیری یار زلف
قتل ارقامی کو یہہ کرنے نہین دیتے ذرہ — روکتی ہے ابروے خمدار کو ہر بار زلف

ردیف ق

دیدۂ تر پہ میرے ہوے سمندر عاشق — بلبلہ بنکے رہے چرخ ستمگر عاشق
دیکھ اے الفت رخسار صفاے جانان — میرے آئینہ پہ ہوتا ہے سکندر عاشق
خم گیسو پہ وہ اترا کے یہی کہتے ہین — کیون نہ اوس زلف مین ہوجاے مسخر عاشق
بزم مین کہتے ہین کس ناز سے وہ ہنس ہنسکر — دردندان پہ میرے ہوتے ہین گوہر عاشق
قتل گہہ مین تیرا جانباز یہی کہتا ہے — حلق پر میرے ہوسو جاسنے خنجر عاشق
کہا کے کہتا ہو نہین تیرے رخ خندانکی قسم — برق مضطر میرے ہوتے تھے تڑپکر عاشق
آپ آؤ نہ بجز تیغ ادا مقتل مین ٹک — آزمالینگے دم قتل مقدر عاشق
جب غزل ہمنے پڑھے بزم مین ارقامی — میرے ہر شعر پہ ہوتے ہین سخنور عاشق

ردیف کاف

جلایا سوز فرقت نے یہان تک — نہین باقی ہے نام استخوان تک
کہ پہونچے آہ رک رک کر زبان تک — کہ عزرائیل بھی ڈھونڈے ہے نشان تک
ابھی دم مین ہو جلکر خاک گردون — جو آہ گرم جاے آسمان تک
اگر تو قتل کرتا ہے تو کر دے — مگر کلمہ کو آنے دے زبان تک
کرون کیا خاک اونسے عرض احوال — نہین سنتے وہ میری داستان تک
زمانہ ہو گیا ہے دَرپئے کین ٹک ٹک — میرا دشمن بنا ہے آسمان تک

ہمارے آہ کے صدمہ سے شاید
ٹلا ہے آسمان دیکھو کہان تک

بہار حسن سے کر کر مزے یاد
ترسنا پڑگیا فصل خزان تک

جو گل پہولا تو وہ خود پہول سے گئے ہین
نہ پہونچی یہہ خبر کچہہ باغبان تک

بجا کہتی ہے ارقامی یہہ بلبل ٹک
کسے امید ہے فصل خزان تک

ردیف گاف

دیکھے کبھی چمن مین ترا اے نگار رنگ
اور جائیگا گلون کا برنگ غبار رنگ

مقتل مین تیرے خون شہید انکی روبرو
ہو جائیگا حنا کا ابہی بیقرار رنگ

باد خزان تو جا ہے چکی بوستان سے اب
تو بہی ذرہ دکہا دے آ فصل بہار رنگ

تجھکو کبھی جو مہندی لگانے کا شوق ہو
میرے لہو مین ہاتہہ کو اے شہسوار رنگ

صحبت مین ان رقیبونکے جاگے ہین رات کو
بدلا ہے اسلئے تو ترا اے نگار رنگ

بار گران اب آپسے کیا خاک اوٹہہ سکے
ہے تجکو بار مہندی کا اب اے نگار رنگ

ارقامی دیکھ الفت گیسوے یار مین ٹک
لائی ہے ابر کا مژۂ اشکبار رنگ

ردیف لام

جان لب ہون عشق مین تیرے ایجانان آجکل
صورت زلف پریشان ہون پریشان آجکل

اسقدر اب جوش پر ہے چشم گریان آجکل
جسکے دیکھے سے ہوئی ہے شرمندہ باران آجکل

پس گئی تمہ آپ کی اب شوخیٔ رنگ حنا
دست و پا پر ملتے ہین خون شہیدان آجکل

مصحف رخ پر تمہارے خال ہندو ہے غضب
قصہ یا ہم کرتے ہین ہندو مسلمان آجکل

عہد و پیمان ہو گیا ہے اک بت طنار سے
وصل مین نکلینگے مرے خوب ارمان آجکل

کیون نہ اب ہم ہی سمجھکر پیوین اپنا خون دل
ہے کباب آسمان ہمارا سینہ بریان آجکل

طبع ہی ہوجائیگا وہ از طفیل دوستان
ہوگیا تیار ارتقاؔمی کا دیوان آج کل

ردیف میم

عشق بت مین پہر مزہ پاتے ہین ہم
خون دل پیکر جگر کہاتے ہین ہم

صورت پروانہ اب اے شمع رو
صدقے ہوکر صاف جل جاتے ہین ہم

اے پری پیکر ذرہ بہر خدا
اک جہلک دکہلا کہ مرجاتے ہین ہم

نزع مین کیا پوچہتے ہو حسرتین
آج سب ہمراہ لئے جاتے ہین ہم

رات دن تم خوش رقیبون سے رہو
آج تو دنیا سے اوٹہہ جاتے ہین ہم

جس نے ارتقاؔمی ہمین پیدا کیا
بس اوسی کے بندے کہلاتے ہین ہم

اسطرح جہاڑ دے پہیر دے باد خزان تمام
خالی ہو بلبلون سے نہ کیون بوستان تمام

پوشیدہ اون رقیبون سے ہوکر ہمارے ساتہ
سنتے ہین وصل مین وہ مرے داستان تمام

اوس شوخ کا فراق شب و روز ہے نصیب
چکرا رہا ہے اب صفت آسمان تمام

کس گل پہ ہین شگفتہ وہ کس گل پہ ہین نثار
مین اوسکی جستجو مین پہرا بوستان تمام

کیونکر بہے نہ دیدۂ جراح سے لہو
دیکہے کبہی مرے تن خستہ خون چکان تمام

کہینچا ہے مین نے آہ یہ ارتقاؔمی ہجر مین
ساتون فلک پہ پہیل گیا ہے دہوان تمام

ردیف نون

تو کسطرح سے آے نہ تابان دل مین
دل کے مانند رکہونگا تجہے پنہان دل مین

تری تصویر ہے جس دن سے نمایان دلمین
جلوہ افروز ہے اک مہر درخشان دل مین

ہے شب وصل نہ شرماؤ مری جان دل مین
پہر وہ پہر وکہ رہتے جاتے ہین ارمان دل مین

بیگناہی نے مری خوب دکہایا اعجاز
قتل کرکر مجہے قاتل ہے پشیمان دل مین

باوفا مجھسا تمھین پھر نہ ملیگا کوئی ڈ
تم ذرہ غور سے دیکھو تو مری جان دلمین

صفحے دیتے ہین سودائے صنم کو ہرگز
رنج و غم درد و الم حسرت و ارمان دلمین

الفت روئے مصفا سے ہے دل آئینہ
جسکے دیکھے سے سکندر رہی ہو حیران دلمین

لطفِ گل گشت تجھے پھر نہ ملیگا ایسا
دیکھ آ رشک پہ چمن سیر گلستان دلمین

فیض اوستاد سے شہرت ہے مرے ارقامی
کیون نہ ہر شعر پہ قائل ہو سخندان دلمین

سرِ بزم سر کو جھکائے ہوئے ہین
جو چاہے کرو بس مین آئے ہوئے ہین

جلاتے ہو ہم کو رقیبون سے مل کر
کہ پہلے ہی سے ہم جلائے ہوئے ہین

کرین لیکے اب کیا شراب و کباب ہم
کہ خود لخت دل اپنا کھائے ہوئے ہین

نہ دیکھینگے اب تیرے تیرِ مژہ کو
بہت زخم ہم دل پہ کھائے ہوئے ہین

خدا جانے کس کس پہ آتی ہے آفت
جو تم آستین کو چڑھائے ہوئے ہین

کروگے کسے قتل پہلے ہی کہہ دو
غضب ہے جو تیور چڑھائے ہوئے ہین

نہ دے آسمان مجھکو ایذا اے فرقت
یہ بارِ گران ہم اوٹھائے ہوئے ہین

کہون تم سے ارقامی کیا میرے دل کی
کہ صدمون پہ صدمے اٹھائے ہوئے ہین

اے عدو بزم مین ہم تیرے مرن کرتے ہین
تا دمِ مرگ ترا بند سخن کرتے ہین

سرخیِ لب پہ فدا لعلِ یمن کرتے ہین
صدقے دندان پہ ترے دُرِ عدن کرتے ہین

جب وہ نظارۂ آہوئے ختن کرتے ہین
ہے گمان سبکو کہ وہ صیدِ ہرن کرتے ہین

شکر ہے لگ گئے اب خاک ٹھکانے میرے
اپنے ہاتھون سے وہ تدبیر کفن کرتے ہین

اس سے بہتر نہ کوئی جائے پسند آتی ہے
کوچۂ یار مین اب اپنا وطن کرتے ہین

ہجر مین روز اٹھاتے ہین مصیبت لاکھون
دل پُر داغ کو اب رشک چمن کرتے ہین

چہوڑ دو دل بستگی غیر کو ای جان جہان تو
جان فدا تجھ پہ ہم اے سرو چمن کرتے ہین

تیرے دیوانے کی اللہ رے جوش وحشت
بعد مرنے کے بھی وہ چاک کفن کرتے ہین

ہے شہید خم ابروے صنم ارتقامی
چھوڑ دو کسلئے تدبیر کفن کرتے ہین

محبت مین بتون کی ہم برہمن بنکے بیٹھے ہین
ہوس مین ایک مدت سے ترے دشمن کے بیٹھے ہین

وہ بعد از غسل کے مجھکو کفن پہنا کے کہتے ہین
لباس فاخرہ کو پہنکر بن ٹھن کے بیٹھے ہین

قضا آئی ہے کسکی اور کسکا خون بہاتے ہین
غضب ہے ہاتھ مین خنجر ہے اور وہ تنکے بیٹھے ہین

قسم ہے جیتے جی مین مرگیا ہون جنکی الفت مین
کرو وہ کرتے ہو ماتم سر مدفن کے بیٹھے ہین

خفا ہونا غضب ہے اور جھڑکنا گالیان دینا
کہ ارتقامی کوئی مدنظر دشمن کے بیٹھے ہین

خواب مین میرے اگر آپ کبھی آتے ہین
بخت خفتہ کو مرے خوب جگا جاتے ہین

مرگیا ہون مین اجی عشق گل عارض مین
بھول ہی تو نہین مرقد پہ چڑھا جاتے ہین

جتنے کشتے ہین ترے تیغ دو دم کے قاتل
یعنے وہ زندۂ جاوید ہی کہلاتے ہین

کبھی مانگا جو کبھی بوسہ خم ابرو کا تو
قہر سے خنجر خونخوار ہے دکھلاتے ہین

قسم اللہ کی الفت مین گل عارض کے
داغ کیا اس دل پر داغ پہ ہم کھاتے ہین

شکر ہے خاتمہ بالخیر تو ہوگا اس کا
آج ارتقامی ترے عشق مین مرجاتے ہین

مجھپر ادو نکو رحم کچھ آتا نہین
اک نظر وہ شکل دکھلاتا نہین تو

پھر تڑپتا ہے میرا دل کیا کرون
چپ رہون تو بھی رہا جاتا نہین

تیر مژگان اپنے دکھلا کر کہا
کون ہے وہ زخم جو کھاتا نہین

گر اثر ہوتا مرے فریاد مین تو
کیا وہ میرے پاس تک آتا نہین

دیکھا لخت جگر کیون ہون گرے تو
بیچے وہ مرے کچھ غذا کھاتا نہین

حال دل کہہ کہہ کے رویا تو کہا / یہہ تماشہ تو مجھے بہاتا نہین
کیا سبب نامہ مین اپنا حال دل / کیون تو ارقامی سے لکھواتا نہین

جھکا بیٹھا ہون مین اے یار گردن / اوڑا لے شوق سے دلدار گردن
اگر ہے بالیقین سفاک عالم تو / خوشی سے کاٹ لے دو چار گردن
وہ ہون جانباز اپنے قتل کے وقت / نہ پھیرون گا کبھی زنہار گردن
یہہ گردن پر تصدق تیغ بھی ہے / فدا ہے تیغ پر ہر بار گردن
کہ وقت مئے کشی مین پیش مینا / جھکاتے ہین ہر اک مے خوار گردن
نہ چل تو چال ایسی میرے آگے / اوڑا دیگی تری رفتار گردن
کرینگے قتل ارقامی کو گر وہ / نہین دینے مین ہے انکار گردن

ابھی تو وہ قریب مزار بیٹھے ہین / اوڑانے اب میرے مشت غبار بیٹھے ہین
دکھاتے ہو مجھے کیون آپ خنجر خونخوار / جو تیغ ابرو کے ہم کھا کے وار بیٹھے ہین
وصال یار ہی اون کو تو ایک مرہم ہے / جو زخم کھائے ہوئے بیقرار بیٹھے ہین
قسم خدا کی ہم اونکے خیال مژگان مین / سبے ہین خشک اب ایسے کہ خار بیٹھے ہین
صفائے عارض و رخ کو ذرہ بتا تو سہی / کہ تیری بزم مین آئینہ وار بیٹھے ہین
یہہ کیسے برق تبسم کا ہے اثر ان مین / کہ جتنے بزم مین ہین بیقرار بیٹھے ہین
قبول ہووے کرے جو دعائین ارقامی / تیرے بہروسہ پہ پروردگار بیٹھے ہین

رہے کیا آرزوئے بلبل گلزار تنگی مین / دبے ہین بال و پر بیٹھی ہین او منقار تنگی مین
بجا ہے گر رگ گل بھی جو مین کہتا ہون تن ہو ویسے / سما جائے اگر یکدن میان یار تنگی مین
ہر اک گل کو جو گلچین نے جواب بیوجہہ جہوتا ہے / خداوند اپنے اوسکو برنگ خار تنگی مین

غضب ہے ان رقیبون کی تو وہ ہر طرح سنتے ہین
اور ڑاتے ہین ہماری بات کو ہر بار جتکی مین

یہ سب محفل مین کہتے ہین کہ سنکر شعر آرقامی
کہٹکتا ہے ہر اک مضمون برنگ خار جتکی مین

جو تم سے پہٹون سر بزم کچہہ حجاب نہین
مین کوئی آپ کا کچہہ مورد عتاب نہین

یہ راہ عشق مین کیا کیا سہا عذاب نہین
پیا ہے خون جگر کو ملا جو آب نہین

پیو یہہ خون جگر گر تمہین شراب نہین
یہہ لخت دل میرا حاضر ہے گر کباب نہین

فراق یار مین یان تک ہوا ہون سودائے
مجہے نہ دن کو چین اور شب کو خواب نہین

تمہارا غمزہ وہ شوخی و ناز اور انداز
ستم یہہ کرتے ہین مجہہ پہ کچہہ حساب نہین

جو آتے ہین تو اب آجاؤ پر نہ ترساؤ
اجی یہہ ہمسے سہا جایگا عذاب نہین

نہ دل کو دیجے تشبیہ برق مضطر سے
طپش اگرچہ ہے اسمین تو اوسمین اضطراب نہین

کرین سوال نکیرین جب کہ مرقد مین
کہون گا وحشی ہون مین لایق جواب نہین

جکورسا از رخ جانان کا ہون مین دیوانہ
بلا سے سر کے جو رخ سے اگر نقاب نہین

جو بہیجا قید مین یوسف کو جب زلیخا نے
وہان پہ ذکر خدا تہا تو اسکو خواب نہین

وہ سنکے کہتے ہین آواز نالۂ دل کو
بجیگا اس کے مقابل مین بہی رباب نہین

ہر اک بزم سخن مین رہے ہین آرقامے
وہ بزم کونسی ہے جس جگہہ جناب نہین

جو وہ تیغ ابرو کا خم دیکہتے ہین
تو ہم سر کو اپنے قلم دیکہتے ہین

وہ زلف سیہ رخ پہ کالے ہین گویا
جو ہے اوس مین روغن سو سم دیکہتے ہین

ہے قد سرو سا تسپہ ابہرے ہین پستان
ثمر سرو مین ہے سو ہم دیکہتے ہین

قہر اون کا گویا ہے غضب آسمانی
ہمین ہین ستم پر ستم دیکہتے ہین

جو ہم پر گذرتی ہے رنج و مصیبت
عدو پر بہی ہم اپنے کم دیکہتے ہین

نہ ہو اس طرح کی کسی پر عزیزو
جو آفت خدا کی قسم دیکھتے ہین

اے ارقامی وہ داد دیتے ہین ہر دم
جو احباب طرز رقم دیکھتے ہین

ستم کو اپنے اگر وہ جفا سمجھتے ہین
قسم خدا کی اوسے ہم وفا سمجھتے ہین

ہزاروں ہوگئے زخمی شہید ہین لاکہون
گلی صنم کی ہمین کربلا سمجھتے ہین

وہ منہ کو دیکھتے ہین مرے گفتگو کے وقت
کہ اپنے ذکر کو شاید گلا سمجھتے ہین

جو کہا ہین لخت جگر خون غم کو پیتے ہین
تمہارے ہجر مین اسکو غذا سمجھتے ہین

وہ دیکھتے ہین تجہ سے اپنی صورت کو
ہمارے دل کو وہ اب آئینہ سمجھتے ہین

ہے فیض فہمی سے شہرت یہہ مرے ارقامی
کہ میرے شعر کو ہی سب بجا سمجھتے ہین

گلوں سے جب تیرا ذکر جمال کرتے ہین
صبا نے منہہ کو طمانچوں سے لال کرتی ہین

جو یاد ہوے سے آئے وہ خنجر ابرو
ہم اے فلک مہ نو پر خیال کرتے ہین

جو مانگا بوسہ مین اوسکے کف حنائی کا
تو اپنے منہ کو وہ غصہ سے لال کرتے ہین

عبث دکہاتے ہو محفل مین شمع پروانہ
جلا کے اپنے کو ہم پایمال کرتے ہین

نظر جو آے ترے سرخی لب لعلین
ہم اوسپہ صدقے بدخشان کا لال کرتے ہین

لہو وہ ملتے ہین شاید بجائے مہندی کے
نگاہ تیغ سے ہم کو ملال کرتے ہین

پس فنا بہی کدورت تمہین رہے باقی
ہمارے لاش کو کیون پائمال کرتے ہین

رقیبو اب طمع یار راہ پر آئے
کہ روز ہم شکر ذوالجلال کرتے ہین

جواب دینے کو مانع ہے شرم ارقامی
جو اون سے وصل کا گر ہم سوال کرتے ہین

ناز سے جب وہ نقاب اپنا اوٹہا دیتے ہین
صورت آئینہ محفل کو بنا دیتے ہین

نکہت زلف معنبر کا سونگہا دیتے ہین
بیخودی مین بخدا خوب دوا دیتے ہین

ٹھوکرین مار کے مرقد کو مرے کہتے ہین — دیکھو ہم فتنۂ محشر کو جگا دیتے ہین

صبح سائی درجانان کی نہین ہے بیکار — زینت اعمال کی بنیاد کو ڈہا دیتے ہین

کسقدر ہم کو ہے ارمان اسیری ہمدم — طائر دل خم گیسو مین پہنا دیتے ہین

صاف ہو جاتا ہے خورشید فلک بے رونق — جب نقاب اپنے وہ چہرہ سے اُٹھا دیتے ہین

بے سبب رخ پہ نہ اولجھائے گیسو ہر دم — ماہ کو ابر مین کیون آپ چھپا دیتے ہین

عشق مل کے غضب ڈہاتے ہوا یجا نجہان — رونق سلک گہر حیف گھٹا دیتے ہین

ہائے محفل مین بھی وہ ظلم سے آتی نہین باز — رنج دیکر ہے مجھے غیرون کو ہنسا دیتے ہین

جیتے جی مونس و غمخوار ہین سب ارقامی — بعد مرنے کے محبت کو بھلا دیتے ہین

ردیف الواو

منہہ نموڑو نگاہ وفا سے تم جفا کر دیکھ لو — دل کو میرے جسقدر چاہے جلا کر دیکھ لو

عاشق جانباز مجھا کم ملیگا دہر مین — تیغ سے جان جہان تم آزما کر دیکھ لو

اک ادا پر آپکے ہو جائینگے لاکھو شہید — امتحاناً تیغ ابرو کو ہلا کر دیکھ لو تم

شوخی رنگ حنا سے بڑھ نجائے تو کہو — دست و پا پرخون دل میرا لگا کر دیکھ لو

بن گئی ہے جان پر اب صدمہ ہائے عشق سے — گر نہ ہو باور تو یان تشریف لا کر دیکھ لو

بوسۂ ابرو جو مانگا ہنسکے وہ فرماتے ہین — وار اس تیغ ادا کا پہلے تو کھا کر دیکھ لو

خواہش وصل بتان سنگدل ہے ہمدمو — پہلے اپنے دل کو پتھر سا بنا کر دیکھ لو

گر کہونگا حال دل تو آپ سمجھینگے غلط — ہات ارقامی مرے دل پر لگا کر دیکھ لو

پہلے کہا آئینہ سکندر کو ٹو — داغ کیا ہے ماہ انور کو ٹو

ماہ کامل کو تاک کر دیکھا — نہین ابرو ہے روئے دلبر کو

ماہ کامل نہ کیون پشیمان ہوئے
دیکھے گر میرے روئے دلبر کو

غم پہ غم رنج پر اوٹھائے رنج
رحم آتا نہین ستمگر کو

آ کے گر ہزارون نیخے ہین
پر نہ چھوڑون کبھی مین اوس در کو

سر ہتیلی پہ لے کر آیا ہون
دیجیے نذر اپنے خنجر کو

مجھکو سودا ہے تیر مژگان کا
روک فصاد اپنے نشتر کو

آ تو بہر خدا پہرا قاتل کو
اب گلو تک رہا ہے خنجر کو

سنکے اشعار تیرے ارقا سے
رشک آتا ہے ہر سخنور کو

ردیف الہائے

کیون کر نہ نکلے حسرت دل دلربا کے ساتھہ
بنکر جو چاندنی رہون اوس مہ لقا کے ساتھہ

بلبل وہ ہون رہیگی یہ اوس گل کی جستجو
بعد از فنا اوڑینگے میرے پر ہوا کے ساتھہ

ہم کہتے ہین خوف کب بھلا وہ روز حشر سے
جاتے ہین جو کہ شافع روز جزا کے ساتھہ

میرے حبیب کے ذرہ رتبہ کو دیکھیے
تھے ہم کلام عرش برین پر خدا کے ساتھہ

کیا نکلے اون سے حسرت دیدار نزع مین
دم ہی میرا نکل گیا آواز پا کے ساتھہ

دیکھین تو اس قدر کوئی پیدا کرے جگر
ہم جیسے صدمے سہتے ہین اوس بیوفا کی ساتھہ

سودا نجائیگا تری زلف سیاہ کا
پالا پڑا ہے کیا مجھے کالی گھٹا کے ساتھہ

ارقا جو غزل مری سنتے ہین بزم مین
دیتے ہین داد اہل سخن مرحبا کے ساتھہ

آمادہ ہون ادہر بھی مین اپنی قضا کی ساتھہ
بہر خدا تم آؤ تو تیغ ادا کے ساتھہ

دیتے ہو وصل مین مجھے دشنام و جھڑکیان
نکلینگے میرے دلکے کب ارمان جفا کی ساتھہ

عاشق وفا کے ساتھہ حسینون پہ ہین نثار
معشوق پیش آتے ہین بعضے جفا کے ساتھہ

امید رکھتے ہین یہہ شب و روز عاصیان
بخشش ہے اپنے شافع روز جزا کے ساتھہ

مرنے کا شوق ہو تو مجھے قتل کیجئے
کچھہ میرا خون دل بھی ہو شامل حنا کے ساتھہ

یہہ کیسا طرز ظلم نکالا ہے آپ نے
دیتے ہین بددعا مجھے میری دعا کے ساتھہ

گلشن مین صحن باغ مین خلوت مین بام پر
ارقامی یاد ہین یہہ مجھے جا بجا کے ساتھہ

ردیف یائے

ہے آرزو کہ کوچہ جانان کو جائینگے
کعبہ سمجھہ کے شوق سے ہم سر جھکائینگے

سمجھون مین بس یہی میرا آیا ہے نامہ بر
جس وقت نزع مین ملک الموت آئینگے

رونے کے وقت کہتے ہین میرے یہ چشم تر
آگے ہمارے ابر بھی کب تاب لائینگے

روئین جو عشق چہرۂ خندان یار مین
تڑپا کے چرخ پیر سے بجلی گرائینگے

شاید کیا ہے خون بہانا ضرور ہے
ہے ورنہ آج قصد کہ مہندی لگائینگے

لیجائے جذب شوق کبھی بزم یار تک
ہم خوب اپنا حال دل اون کو سنائینگے

ارقامی خوف یہہ ہے نہ جل جائے آسمان
میرے کبھی جو نالۂ پرسوز جائینگے

منتظر مدت سے تھے ہم سر کٹانے کے لئے
آئے گا ایک کے خنجر آزمانے کیلئے

ہنستے ہنستے گفتگو کرتے ہین وہ غیرونکے ساتھہ
شمع سا محفل مین ہمارا دل جلانے کے لئے

کھینچکر تیغ ستم آتے ہین وہ مقتل مین آج
عاشقان باوفا کو آزمانے کے لئے

کوچۂ دلدار مین مسکن بنائین کیون نہ ہم
جائے آخر چاہئے کوئی ٹھکانے کے لئے

گر کشش ہوگی تمہاری ابروئے خمدار کی
پھر نکل آوینگے لحد سے سر کٹانے کے لئے

جذب تاثیر محبت پر مین قربان ہوگیا
کب تھے آمادہ وہ میرے گھر تک آنیکے لئے

بام پر آتے ہین وہ بن ٹھن کے با ناز و ادا
دام مین عشاق کے دل کو پھنسانیکے لئے

روز تنہائی نہ گھبرا ایدل ناداں کبھی
بیکسی ہے سات تیرے دل بہلانیکے لئے
دل تو کیا ہے جان تک حاضر ہے راہ عشق میں
تیغ لے کر آئے گا تو آ مارنے کے لئے
بندہ پرور جیتے جی تم نے نہ لی میری خبر
بعد مردن آئے ہو رونے تو رلانیکے لئے
زندگی سے مجھ کو مرگ ناگہانی خوب ہے
بیخبر آئینگے وہ لاشہ اوٹھانیکے لئے
جذبۂ شوق شہادت بنگیا میرا عدو
سوئے مقتل لیے چلا ہے سر کٹانیکیلئے
ہو مبارک عندلیبو آئی ہے فصل بہار
جائے گر تو شاخ گل پر آشیانیکے لئے
جسنے ارقامی کو دیکھا ہے نہایت شوق سے
کوئے قاتل میں چلا ہے سر کٹانیکے لئے

مشغلہ ہے مجھ کو زلف یار سے
دل لگی رہتی ہے کالے مار سے
ہجر میں یا مجھ کو ستانا کیا غرض تجھ کو
ذبح کر دے ابروئے خمدار سے
کوچۂ دلدار کو مسکن بنا
بلبل دل اب نہ جا گلزار سے
قتل کر شوق شہادت میں مجھے
کیونکہ الفت ہے ترے تلوار سے
میں مسلمان ہوں نہیں کافر سہی
کیا غرض زاہد تجھے زنار سے
تا سکے دل پر اوٹھاؤں کدہ غم
اے فلک مجھ کو ملا دلدار سے
داغ دل کو لیے چلا ہوں قبر میں
یہہ ملا تحفہ تری سرکار سے
حضرت ارقامی آنکھیں مست ہیں
کیا ابھی نکلے در خمار سے

پھر نہ نکلینگے وہ رہجائینگے سوزن بنکے
تیر مژگان جو چبھے سینہ میں دشمن بنکے
کو بکو مجھ کو پھراتا ہے دل خانہ خراب
دوست سمجھا میں جسے وہ رہا دشمن بنکے
شکوہ معصوم سے ہے اور نہ گلا قسمت سے
دل ہے میرا ہی مرے پہلو میں دشمن بنکے
بعد مرنے کے تو نکلے مری اتنی حسرت
کوئے جاناں میں رہے گر میرا مدفن بنکے

دیکھہ لی باغ مین تجھ کو جو مسّی مالیدہ
حسرتین دید کے کیونکر نہ نکالین عاشق
اب لگا آنکھہ مین تو خاکِ قدم ارقامی

رہ گئے باغ مین حیرت گل سوسن بنکے
گر رہون یار کی دیوار مین روزن بنکے
گنج مخفی وہ دکھاوے تجھے انجمن بنکے

لذت موت کبھی روح جو چکھتی ہوگی
دفن کے بعد اقارب جو چلے جاتے ہین
پوچھنے آوینگے جب قبر مین منکر مجھکو
دل میرا اون مین رہا جنکی تھی خاطر مجھکو
حال دوزخ کا کبھی سنتا ہے جو ارقامی

قبر کہانے کے لئے لاش کو تکتی ہوگی
روح اعمال کے صدمے سے سسکتی ہوگی
دیکھہ کر اونکو میری روح بچکتی ہوگی
اس سبب روح بھی سینہ مین اٹکتی ہوگی
خوف سے آگ کلیجہ مین دہکتی ہوگی

ہون صدقے بارہا تیرے ادا کے
اجی گر آپ کو شوق حنا ہو
خبر بالکل نہین لیتا ہے مری
کیا جو عشق وہ پروانہ بن کر
کہے سب دیکھہ کر ارقامی مجھکو

ستم اور چال غمزہ کے جفا کے
ملو مہندی میرا تم خون بہا کے
پڑا پالے مین اب کس بیوفا کے
دیا جان شمع رو پر دل جلا کے
ہین عاشق یہہ کوئی گلگون قبا کے

فنا سب جہان ہے بقا ہے سو تو ہے
نہین ہے اب اسکے سوا کوئی حسرت
ہزارون تڑپتے ہین بن بن کے بسمل
نہ کر قتل کرنے مین اب دیر قاتل
ہوا ہون مین اب ایسا چاک گریبان
یہہ سب کہے رہے ہین میرے چشم تر کو

تیری ذات بس لاشریک لہ ہے
اگر ہے تو مجھکو تری آرزو ہے
کہ شمشیر ہے یا تری گفتگو ہے
تیری تیغ موجود حاضر گلو ہے
جو ڈھونڈھو تو مطلق نہ جا رفو ہے
یہ دریا ہے تالاب یا آب جو ہے

یہہ تیرا ہی جلوہ ہے ہر جز و کل مین
خدا کی قسم ہے کہ ہر شئے مین تو ہے

رولائی ہے یہہ الفت دردندان
میرا آب اشک اب برائے وضو ہے

یہہ کہتے ہین سب مجہ کو بزم سخن مین
کرار قامی شعرا کی اک آبرو ہے

بسمل ہون ابہی سیکڑون جسطرف نظر کی
حاجت نہین قاتل کو مرے تیغ و تبر کی

ہے اسلئے اب آہ اثر ہمرہ قاصد
دکہلائیگی اب راہ مرے شوخ کے گہر کی

خامہ کیلئے لائیگا صیاد رگ گل تو
تحریر کرون مین کبہی تعریف کمر کی

در پر ترے عاشق نے سر پیٹ کی دیجان
افسوس کہ اوس بت کو کسی نے نہ خبر کی

خلقت یہی کہتی ہے کہ بس دن ہوا روشن
جب زلف ترے عارض پر نور سے سرکی

شاید کہ اسے ملتے ہین ہندیکے عوض مین
تا لاش وہ کرتے ہین مرے خون جگر کی

اوس بت کو رقیبون نے تو اتنیک نہ خبر کی
منت کشی کرتا ہون مین آہون کے اثر کی

تاثیر تو ہے کچہہ مرے فریاد و اثر مین
وہ پوچہتے ہین راہ جرار قامی کے گہر کی

مضطرب ہین تری الفت مین میری جان کتنی
ہے طپان ہجر مین کوئی تو مین غلطان کتنے

جوش وحشت مین یہ کی صحرا نوردی مین نے
چبہے ہین پاؤن مین میرے خار مغیلان کتنے

ہے غضب اوٹہا جو اٹہہ جانا میرے پہلو سے
ہائے دل مین مرے باقی رہے ارمان کتنے

زلف سرکائے جو وہ اپنے روخ روشن سے
سر بسر ہو گئے ہندو بہی مسلمان کتنے

حال دل کہہ نہین سکتا ہون آنحضرت عشق
مین نے چہانا ہے یہہ وحشت مین بیابان کتنے

چیر کر مین ابہی دکہلاؤن دل پر غم کو
دیکہہ ظالم ہین مرے حسرت و ارمان کتنے

فیض اوستاد بہی یون دہر مین ہوا رقامی
کہ میرے شعر کے قایل ہین سخندان کتنے

مرے سینہ مین ہین داغ دل سوزان کتنے
روشن اوجڑے ہوئے گہر مین ہے چراغان کتنے

عشق رخ مین ہین تیرے چاک گریبان کتنے
الفت روے مصفا مین ہین حیران کتنے

یاد گیسو مین گذر جاتے ہین خیالو نپہ خیال
روز مین دیکھہ رہا ہون شب ہجران کتنے

ہے ہر اک بات تیری ابنو مسیح دوران
زندہ ہو جاتے ہین مر کے بہی مری جان کتنے

دوستو اب کوئی حد بہی ہے تیرے وحشت کا
روز پہٹتے ہین گریبان پہ گریبان کتنے

یاد حق مین رہو معروف تم اے ارقامی
کہویا اب عشق مجازی نے ہے ایمان کتنے

عشق ہے مجہکو ترے زلف رسا سے پہلے
مول لی مین نے بلا سر پہ بلا سے پہلے

گر عدو کو میرے پہلوے صنم مین دیکھون
کیون نہ مرجاؤنگا مین اپنی قضا سے پہلے

نزع مین آپکا آنا ہی مجہے کافی ہے
تندرست ہوتے ہین بیمار دوا سے پہلے

دہر مین کیون تو حسینون کو کیا ہے پیدا
حشر مین پوچہونگا یہہ بات خدا سے پہلے

خون دل پیتے ہین اور لخت جگر کہاتے ہین
مار ڈالا تیرے فرقت نے غذا سے پہلے

تہہ ہے آج جو بن ٹہن کے چلے آتے ہو
قتل کرتے ہو کسے تیغ ادا سے پہلے

سیر گلشن کو چلو شوق سے اے ارقامی
کہہ پتہ پوچہو تم اوس گل کا صبا سے پہلے

اگر قاتل تیری تیغ ادا کچہہ اور کہتی ہے
تیرے جانبازی کی ہی تو قضا کچہہ اور کہتی ہے

پہنسا کر دام مین زلف دوتا کچہہ اور کہتی ہے
ہمارے حق مین اب بنکر بلا کچہہ اور کہتی ہے

تیرے اوس دست رنگین سے ہمیشہ او گل رعنا
کہون کیا مین خجالت سے حنا کچہہ اور کہتی ہے

یہہ مرض عشق کے بیفایدہ ہین لاکہو تدبیرین
لب بالین تیرے دیکہو قضا کچہہ اور کہتی ہے

کہین یہہ باغبانون نے کہ پیغام قضا پہونچا
گلون کے کان مین باد صبا کچہہ اور کہتی ہے

یہ کیسا ظلم ہے دل کو چرا لیکر مکر جانا
ارے او بیوفا تیری دغا کچہہ اور کہتی ہے

شہادت گاہ مین بسمل ہزارونکو کیے پر بہی
کہ پوچہو تیغ ابرو سے بہلا کچہہ اور کہتی ہے

ہزاروں ہوگئے مجروح لاکھوں ہوگئے بسمل
اور اوسپر اوسکی تیغ ادا کچھ اور کہتی ہے

کہ اب آزار الفت نے مسیحا سے جو کہتا ہے
دوا کچھ اور کہتی ہے شفا کچھ اور کہتی ہے

کوئی وحشی کہا کرتے ہین اب اور کوئی سودائی
سوا اسکے مجھے خلق خدا کچھ اور کہتی ہے

یہی کہتے ہین اب میرے عدو جل جلکر ارقامی
مگر اب بہی تری آہ رسا کچھ اور کہتی ہے

یہ کہنا نامہ بر جا کر ذرہ تو میرے دلبر سے
ترے بیمار مین طاقت نہین اوٹھنے کی بستر سے

طپش سے اب ذرہ فرصت نہین اوٹھنے کی بستر سے
تڑپنا سیکھ لے بسمل ہمارے قلب مضطر سے

جو بوندین عرق کی ٹپکے ہین اوس زلف معنبر سے
کرے ہے مار سیہ بہی تر بتر کیا عطر و عنبر سے

ہوا ثابت کہ الفت کیون نہو ساقی کو ساغر سے
بہت وہ شوق رکھتا ہے ہمارے دیدۂ تر سے

یہہ شوقِ قتل مقتل مین اگر لیجائیگا مجھکو
ایقاتل دیکھہ تو کیسا لپٹ جاتا ہون خنجر سے

ہوا ہے القسم یہہ حال ایتو ترے وحشی کا
وہ نکلا جس طرف مارتے ہین لڑکے پتھر سے

بجا ہے گر کہون بہولے سے بہی مین تنگ گل اوسکو
پسینہ مین بہی اوسکے بو ہے بڑھکر عطر و عنبر سے

ارادہ ہے کہ فرقت مین دکہا کر داغ دل اپنے
کرون مین سامنا ایچرخ اکدن ماہ انور سے

کہے دیتا ہون اوسکی چشم آہو کا ہون دیوانہ
بہاؤن گا لہو قصداً و تیری چشم نشتر سے

تمہارے ہجر مین اب ہے یہہ عالم بیقراری کا
ارادہ ہے کرون اب سامنا مین برق مضطر سے

کیا اوسنے جو اکدن ہنستے ہنستے شکوۂ فرقت
تو کہتے ہین شکایت کیجئے اپنے مقدر سے

اگر بہولے سے روؤن اوسکے یاد دُرِ دندان مین
یقین ہے کہ یہہ میرے اشک اب بنجائین گوہر سے

دعا ہے کہ فزون ہوجائے عمر حضرت ہمی
تو پایا فیض ارقامی تری اوستاد رہبر سے

کہتا ہون مین رونے مین صدف دیدۂ تر ہے
سب کہتے ہین ہر اشک میرا رشک گہر ہے

نفرت سے مہ چرخ پہ کب میری نظر ہے
پہلو مین میری آج میرا رشک قمر ہے

اوس زلف کے چہوٹنے مین نہایت ہی خطر ہے
ثابت یہہ ہوا افعی پیچان مین زہر ہے

ہنستے ہوے اوس شوخ سے لپٹا تو کہا یہہ
سنتے ہین ہمیشہ سے ہنسی رنج کا گہر ہے

اک بوسہ پہ وہ گالیان دیتے ہین ہزارون
ہم صبر جو کرتے ہین ہمارا ہی جگر ہے

اک بوسۂ رخ پر یہہ کہا خندہ دہن نے
سنتے ہین ہمیشہ سے ہنسی رنج کا گہر ہے

کیا بام پہ وہ رشک مہر جلوہ نما ہے
خجالت سے جو آج ابر مین پوشیدہ قمر ہے

سوسن ہے خجل دیکہہ کے مسّی کی اوداہٹ
گر سرخی لب لعل تو دندان ہی گہر ہے

ارقامی رخ و گیسو مین ہے اکطرح کا عالم
ہوتی ہے کبہی شام تو اور گاہ سحر ہے

پہونچا نہین تجہہ تک جو مرا تار نظر ہے
کیا تیری رگ گل سے ہی باریک کمر ہے

ہین تیر و کمان آپکے گرد و بر و مژگان
دیکہو تو میرا سینہ ہی مانند سپر ہے

سودا ہے ترے گیسو کا ایک ابر کے مانند
گر غیرت باران جو میرا دیدۂ تر ہے

دیکہو تو کیا مین نے ہے آراستہ کیسا
اب خانۂ دل مین رہو کس کا تمہین ڈر ہے

گہایل ہین ہزارون تو قلم ہوتے ہین لاکہون
جانبازونکا کوچہ مین تیرے روز غدر ہے

قسمت ہے یہ میری کہ وہ روپوش ہین مجہسے
اے دل کے فدا جسپہ میرا جان و جگر ہے

سنکر میرے اشعار کہے حضرت فہمی کہ
ارقامی تیرے شعر ہی کیا مثل شکر ہے

رخ جانا پہ دل ایسا فدا ہے
کہ شمع رخ پہ پروانہ ہوا ہے

چورا کر آنکہہ ہمسے کہہ دے ہین
ہمیشہ یہہ ہمارا قاعدا ہے

تمہارے ہجر بن مین جی رہا ہون
بجز غم کے نہ اب کوئی غذا ہے

فراق یار مین جو جو کہ گذرا کہ
کہون کیا اپنی قسمت کا لکہا ہے

تمہاری یاد اب آنے سے صاحب
جو کچہہ تہا دلپہ غم جاتا رہا ہے

تمہاری یاد میں ایسی ہے فرحت
قسم ہے وصل میں جیسا مزا ہے
تمہاری یاد کا ارقامی صاحب
وظیفہ اون کو ہی صبح و مسا ہے

کہوں کیا میں تمہارے دل میں کیا ہے
نہیں کھلتا ہے جو کچھہ ماجرا ہے
گلی اون کی ہے گویا رشک جنت
ہر اک بت حور جنت سے سوا ہے
کر اب پرواز تو اے طایر دل
قفس کا دیکھہ دروازہ کھلا ہے
اگر ہو گور میں لاشہ مقید
کہاں یہہ روح کو رہنے کی جا ہے
ہوا کرتی ہے یوں ہی عمر برباد
یہہ ارقامی کی قسمت کا لکھا ہے

یار کی صورت ہمارے دمبدم آنکھوں میں ہے
مردمک کی طرح اللہ کی قسم آنکھوں میں ہے
کیا کہوں میں جو گذرتی ہے فراق یار میں
آہ لب پر زرد چہرہ اشک نم آنکھوں میں ہے
محو کیوں معروف زاہد یاد حق میں کیجئے
غور سے دیکھو تو اب اپنا صنم آنکھوں میں ہے
کر رہی ہے باغ میں ہر دم یہہ کسکا انتظار
کیا اے نرگس یار کی خاک قدم آنکھوں میں ہے
باوفا دیکھا تو اب دیکھا خیال یار کو
واہ کیا نور ان سے تا صبحدم آنکھوں میں ہے
وصل کی شب ہے کہاں تک اب مناوں یار کو
آ گیا ارقامی اپنا اتنو دم آنکھوں میں ہے

فزوں تا شاہی سے یارب تری ساری خدائی ہے
کہ جبریل امیں کو بھی ترے در کی گدائی ہے
کہا مخلوق سمجھے ہیں تری ابرو کا کشتہ ہوں
لحد میں منہ کو قبلہ کیطرف کر کر سلائی ہے
زمیں پر لیے حود سجدے جب گرے موسیٰ تو غش کہا کر
خدا جانے اسے کیا شکل اللہ نے دکھائی ہے
فقط موسے کی حق میں جلوہ کوہ طور تھا یارب
کہ شاید ایسے قسمت تو کسینے بھی نہ پائی ہے
میں اب کسطرح اے ارقامی جاوں کوے جاناں تک
رقیبوں سے نہ الفت ہے نہ اونسے آشنائی ہے

جی کی جی میں رہی واللہ یہہ حسرت میری
میری تقدیر مقدر مرا قسمت میری

کوئی بد بخت زمانہ مین ہو گا مجہسا
کاہ سان کوہِ جفا کو ہون اوٹہایا سر پر
خود بخود دیکہو مین اوڑتا ہون ہوا پر کیسا
تم نہ ہوتے تو کبہی عشق نہ ہوتا پیدا
کیون نہ دین اہل سخن داد مجہے ارقامی

جسکو دیکہون تو وہ کرتا ہے شکایت میری
ناتوانی مین بہت بڑہ گئی طاقت میری
کام طاقت کا کرے کیون نہ نقاہت میری
دیکہہ کر تم کو الجہتی ہے طبیعت میری
صاف اشعار سے ظاہر ہے لیاقت میری

کب مٹے وہ گر کرے تدبیر اپنے ہاتہہ سے
کاتبِ مقسوم نے جو کچہہ ازل مین لکہدیا
جنبشِ ابرو فقط کافی ہے میرے قتل کو
کب رہونگا اب تیرا ممنون اے جوشِ جنون
دیکہہ یوسف کو ہوی وحشی زلیخا خواب مین
چشم آہو اور مژگان اپنے دکہلا کر مجہے
فیض ہی ہو گیا اسطرح ارقامی مجہے

کاتب قدرت نے کی تحریر اپنے ہاتہہ سے
وہ بدلتی ہے کہین تقدیر اپنے ہاتہہ سے
قاتل اب لیتا ہے کیون شمشیر اپنے ہاتہہ سے
پہنتا ہون طوق اور زنجیر اپنے ہاتہہ سے
جا چکی شاید کہ وہ تصویر اپنے ہاتہہ سے
گر تو قتل کرتا ہے تو کر نخچیر اپنے ہاتہہ سے
کر رہا ہون ہر غزل تحریر اپنے ہاتہہ سے

مشغلہ عشق سے ہے دل کے بہلنے کیلئے
ہوے بدنام جو اوس عشق سے قامت مین
شمع رو اوٹہے جو اپنے رخ روشن سے نقاب
سارے سرکارون کا سرکاری پیادہ آیا
کرنہ تدبیر تو قسمت کے بدلنے کے لئے
پی ہوے یار کی تہوڑی سی او دیجئے شراب
قابضِ روح نے جب روح لے جاتا ہے

ہجر جانان ہے مگر جان نکل نیکے لئے
سرو کب پیدا ہوا ہو ترے پہلنے کے لئے
ہم ہی پروانہ کے مانند ہین جلنے کے لئے
ذرہ فرصت نہین دیتا ہے سنبہلنے کے لئے
وقت آجاے تو لحظہ نہین ٹلنے کے لئے
تر اب عاشقِ ناشاد سنبہلنے کے لئے
لاش رہجاتی ہے پوشاک بدلنے کیلئے

قابض روح سے کیا روح ہمارے اوس دم
ملک الموت جو آوے تو مین اتنا بولون

چہپی ہے گوشہ بگوشہ جو نکل سکنے لیے
کب سے ارقامی بہی تیار ہے چلنے کیلیے

چہوٹی عمر اور آنکہین رسیلی چال مین جسکی قیامت ہے
غیر و لنا سے ملتا ہم کو ستانا خواب مین اگر چہپ جانا
خون غم کو روز ہے پینا دیدہ تر سے آنسو بہانا
نخوت سے وہ آئینہ دیکہے عکس سے اپنے لبس یہہ کہے
ابر نہین یہ دیدہ تر ہے رہتے ہین کبہی برق نظر
وصل کا نامہ دیکہا جب ناز و ادا و نخوت سے کہے
سنکر یہہ غزل محفل مین بیاں سخن ارقامی کہے

عاشق کا دل لیکہ چہین لے پل مین ایسی اوسمین شرارت ہے
ایسی عادت چہوڑ دو صاحب اسمین تمہاری شرارت ہے
شرمندہ ہے شبنم جس سے ابر کو جس سے خجالت ہے
ایسا تو نہو گا کوئی حسین بہی جیسی میری صورت ہے
ش فلک کے کہائین چکر عشاق یہ روز اک آفت ہے
کہتے ہین سنکر قاصد سے لبس ہمکو نہین اب فرصت ہے
کیا واہ کے فیض فہمی انہین تو خوب لیاقت ہے

یہہ نشہ وحدت کا لبس ہے ساقی شراب یہہ لیکے کیا کرینگے
یہ میرے دل کو آہی خواہش یقین شراباً طہوراً کی ہے
جو شب کو آنکہو نمین رہتے ہو پہر صبح ہوتے ہوا ہے غائب
تمہارے جلوہ کا منتظر ہے بنا ہے دل اب تو برق مضطر
خدا وصال ارقامی بہیجے حضور او رمیرے ساتہہ چلئے

بہا ہوا ہے دل و جگر بہی کباب ہم لیکے کیا کرینگے
نہ ہر کے دے تو او ساقی صہبا خراب ہم لیکے کیا کرینگے
یہہ اضطرابی کی آشنائی جناب ہم لیکے کیا کرینگے
دکہا دو اپنے ذرہ وہ صورت نقاب ہم لیکے کیا کرینگے
یہ کہنا آ ہے نامہ بر تو اونسے جواب ہم لیکے کیا کرینگے

عادت اپنی کبہی بہولے نہ یہہ عادت والے
کہتے ہین زلف سیہ سے یہ شرارت والے
کب اوٹہے تیغ گران رنگ حنا ہو جن کو
انہی زلف ڈساتے ہین یہہ کیونکر سب کو
مرے مرقد کو وہ ٹہکرا کے یہی سب کہتے ہین

ستم کرتے ہین دوچار شرارت والے
آئے سامنے جو ہین شب فرقت والے
قتل کرتے ہین کسے ناز و نزاکت والے
ظلم کرتے ہین بہت حسن کی دولت والے
لبس یہی شغل رکہین روز کدورت والے

نزع مین یاس وغم ورنج ہوے سب معزور
جا چکے پہلے ہی جو جو تھے ضرورت والے

اب تیرا ظلم اوٹھایا نہین جاتا مجھسے
اے فلک بس وہ اوٹھائین جو ہین طاقت والے

دیکھکر آئینہ مین عکس سے یہ کہتے ہین شوخ
کیون سب مجھے دیکھتے ہین گھور کے حیرت والے

روش ناز سے چلکر وہ کہے ارقامی
حشر برپا ہے کرین کیون نہ قیامت والے

یہ کہہ رہی ہے مجھے چشم فتنہ زا اون کی
قسم خدا کی ہے حملہ آور ہر ادا اون کی

ابھی منہ کو وہ آنچل سے ہین چھپائے ہوئے
شب وصال بھی جاتی نہین حیا اون کی

غضب ہے آج جھروکے سے جھانکتی ہے نظر
کریگی قتل کے چشم فتنہ زا اون کی

چلا نہ زور کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے
تڑپتے رہ گئے دل لے گئی ادا اون کی

نبھیگی عشق مین کیونکر خدا ہی خیر کرے
ادہر وفا ہے میری اور ادہر جفا اون کی

یقین ہے کہ خجالت سے ابر مین چھپ جائے
جو دیکھے چاند کبھی شکل پر ضیا اون کی

نہین ہے تیغ فقط اون کی محو مشق ستم
نبردی ہے خون پہ کہ شوخی حنا اون کی

ضرور وہ ٹھکرا کے آئے قبر عاشق کو
گواہ دیتی ہے کہا صاف خاک پا اون کی

لگاؤن شوق سے ارقامی اپنے آنکھون مین
اگر ملے مجھے قسمت سے خاک پا اون کی

گر رہے بات میری آپکا احسان رہے
کیون نہ سو جان سے دل تابع فرمان رہے

دیکھکر حسن جہان تاب کو تیرے ہر دم
رشک سے کیون نہ قمر دل مین پشیمان رہے

تو نہ آیا شب وعدہ نہ اجل بھی آئی شوخ
زلف پیچان کی طرح شب کو پریشان رہے

محفل غیر مین بیٹھے تھے بہت ناز کے ساتھ
دیکھتے ہی وہ مجھے شرم سے انجان رہے

خوب نکلیگی مرے دل کی تمنا شب وصل
مین رہون آپ رہے عیش کا سامان رہے

کسلئے پھیر کے منہ قتل مجھے کرتا ہے
منہ دکھا حشر کے دن تا تیری پہچان رہے

ہمپہ جو کچہ کہ گذرتا ہے گذر جائے گا
جائے آپ کا اللہ ہی نگہبان رہے

خاتمہ نیک ہو دنیا مین میرا یا اللہ کو
جان بہی جائے تو جائے مگر ایمان رہے

جب دل زار ہے پہلو مین ہنوز ارقامی
پہر نہ حسرت ہی ہے اور نہ ارمان رہے

فراق یار مین آنسو جو آنکہ سے نکلتا ہے
وہ طفل اشک پہر کسطرح دامن پر مچلتا ہے

وہان پر کوئی دست یار مین مہندی جو ملتا ہے
مرا خون جگر پہر رنگ سے باہر نکلتا ہے

ہمارے رنج و غم ارمان کو وقت قتل یہ بولے
تو کسکی پیشوائی کے لیے باہر نکلتا ہے

جو آتے ہو تو مقتل مین چڑہاؤ تیغ ابرو کو
تمہارا عاشق جانباز کب سر دینے ٹلتا ہے

ذرہ آ باز آ اے پہر فلک تو اب صفاؤن سے
حسد سے کیسی تو مجہسے تیری چال چلتا ہے

کبہی وہ بیوفا با ناز بیٹہے میرے پہلو مین
رقیبون کا حسد سے دیکہو دل کسطرح جلتا ہے

کہے یہ ہو نہ پروانہ پہ رو کر شمع محفل مین
ارے بہن ہا ہی تو جلتی ہون تو جس صورت سے جلتا ہے

کیا مجہسے صفا مین در دندان جانان سے
وہان فکر ہی گویا کوئی مضمون او گلتا ہے

مخاطب ہو کے ارقامی سے فیض فہم نے بولا
جزاک اللہ کیا مضمون بر جستہ نکلتا ہے

یہہ کسیکے کہتے ہوے یاس کو بکو نکلے
نہ آجتک دل عاشق سے آرزو نکلے

کہو تو سوئے ہو تم شب کو کسکے پہلو مین
کہ پیرہن سے ابہی غیر کی نہ بو نکلے

شب وصال مین لپٹا کے مجہسے کہتے ہین
کہو تمہاری ابہی اب تو آرزو نکلے

نہین ہے غم مجہے مرنیکا پر یہی غم ہے کہ
تمہارے بزم مین لو حسرت عدو نکلے

ہمیشہ مثل کتان سینہ چاک رہتا ہون
اے مہ لقا نہ کوئی تجہ سے آرزو نکلے

کمند زلف نے لی جان جہٹکے دے دیکر
ہزار شکر کہ آج حسرت گلو نکلے

چہپی ہوئی ہے یہ ایسی حیا کے پردہ مین
کہ آج تک نہ مرے دل سے آرزو نکلے

ہمارے عشق نے اچہا دکہا دیا اعجاز | ہے شکر روح دم نزع باوضو نکلے
ہوے ہین رنج والم سب گریز پا قامی | کہ باوفا ہی اک میری آرزو نکلے

کب یہہ نکہت ناقۂ آہوے چین مین رہگئی | جیطرح بو تیری زلف عنبرین مین رہگئی
بعد مردن قبر مین آنکھین کہلین رہتے ہین | کیا مری حسرت کسی پردہ نشین مین رہگئی
منزل مقصود تک پہونچے نہین ہم سر کے بہل | واے ہمت تو بہی شیرب کی زمین رہگئی
محو حیرت بنگئے کیا مانی و بہزاد بہی | جب تری تصویر اون نقاش چین مین رہگئی
وہ نہ آے آج بر آئی ہے امید عدو | جاکے میری آہ بہی چرخ برین مین رہگئی
لاش میری قبر تک ہرگز یہہ پہونچیگی نہین | کیونکہ میری روح جب شاہدین مین رہگئی
چاند نے چہٹکی جو تربت پر تو یہہ ثابت ہوا | آخر اپنی روح اک طفل حسین مین رہگئی
بعد مردن بہی نہ چہوٹے اونکے نظارہ سے ہم | خاک مرقد اونکے چشم سرمگین مین رہگئی
شمع روکے عشق مین پایا ہے ارقامی مزہ | جان بہی ملبل کے آہ آتشین مین رہگئی

وہ حال ہجر سنتے ہی خاموش ہوگئے | الفت کو میری خوب فراموش ہوگئے
اکدن بہی آسمان نہ بہا صورت حباب | اے بحر چشم ترسے کے بجوش ہوگئے
شاید کہا دیا اونہین وعدہ وصال کو | وہ آج مجہسے اس لئے روپوش ہوگئے
بہر جہانہ تجہ کو دیکہکے بزم رقیب مین | گویا کہ مدتون سے فراموش ہوگئے
پہلو رقیب رشک سے خاک سیہ بنے | خلوت مین ہم جو اونکے ہم آغوش ہوگئے
سوئین ہم اونکے خاک شب وصل کے مزے | پیکر شراب حسن کے بیہوش ہوگئے
ساکل نہین سرہ کہتے ہین جو ایک لحظہ بہی | ثابت ہوا کہ شیفتہ دوش ہوگئے
بہچلا کے کہتے ہین وہ میر اسکے حال دل | بس ختم کر کہ بند مرے گوش ہوگئے

ارقامی جاؤ بہی در میخانہ چہوڑ کر کے ‌ ‌ ثابت ہوا کہ آپ بہی مینوش ہو گئے

گر کبھی میرے جو اوس بت پہ طبیعت آئے ‌ ‌ حضرت عشق یہ کہتے ہین کہ شامت آئے

حالت نزع کو دیکھا تو کہا اوس بت نے ‌ ‌ مرض عشق شفا ہو نیکی ساعت آئے

تیرے پیمانہ کو اب آگ لگا دون ساقی ‌ ‌ ہون مین وہ رند کبہی دل مین شرارت آئے

جا سنے ہی بادِ خزان نے تو کہا بلبل نے ‌ ‌ آمد موسم گل سے مجھے راحت آئے

مین صبا سے بہی چلا جاؤنگا آگے بڑھکر کے ‌ ‌ ناتوانی مین مجھے دیکھے طاقت آئے

خون دل پیتے ہین اور لخت جگر کہاتے ہین ‌ ‌ بس یہی قسمت عشاق مین نعمت آئے

شور ہوتا ہے لپٹ کر ہے مرے ارمانون سے ‌ ‌ کوچۂ یار مین جدم میری میت آئے

یاد آتی ہے مجھے زلف درازِ جانانہ سے ‌ ‌ مونس و یاس کبہی گر شب فرقت آئے

کہتے ہین کاٹونگا مین تیری زبان ارقامی ‌ ‌ گر کبھی دیکھ ترے لب پہ شکایت آئے

مخمسات

اوس غوث پر سے جان مری اب نثار کے ‌ ‌ صدقے کروں دو دستور و ضرہ پہ وار کے

جاناہ وہان تلک ہو میرا ایک بار سے کے ‌ ‌ قربان گر کرونگا میرا سر اوتار کے

لائق نہین ہون یون ہی وہ ذات کبار کے

شوہر ہی زن و و رہتے تھے ایکجا روز و شب ‌ ‌ پیدا ہوتے تہے لڑکیان جب بس اوسکو سب

شوہر نے دیکھ کہنے لگا ہو بہت عجب ‌ ‌ لڑکا نہ اک ہوا تجہے کیا ہو گیا سبب

طلاق دیونگا کہا اوس نے پکار کے

طلاق دیکے عقد کرونگا مین دوسرا ‌ ‌ اسکو ہوئے ہین لڑکیان لڑکا نہین ہوا

زار و نزار روئی وہ حضرت کے پاس جا ‌ ‌ طلاق دینے چاہتا ہے شوہر جو ہے میرا

مالک ہین غمزدون کے ہر ایک غم گسار کے

دریائے رحمت آپکی جب جوش مین آئی
حضرت نے وہ زن کے تین یہہ بات سنائی
جا لڑکیان لڑکے ہوے یہہ دل مین سمائی
سنتے ہی وہ عورت نے حیرت مین ہی آئی
کس طور ہوونیگے کہی دل مین بچار کے

دیکھے تو گہر مین جا کے ہوئے لڑکے ہین تمام
اکبار اوسکے نئی ہوا حیرت کا یہہ مقام
لڑکے رہے وہ زیست تلک شادمان مدام
غوث صمد یقین ہو کہے ملکے خاص و عام
ارقامی مدح غوث مین لکہہ اک بہار کے

مخمسہ

دل کو کیا غم ہے اوس یار کی عیاری سے
ہون تپ ہجر مین مین عشق کی بیماری سے
تس پہ خنجر کیا ابروئے خمداری سے
کیون نہ خوش ہون مین اے قاتل یہ ستمگاری سے
زخم کو ہوگا مزہ مرہم زنگاری سے

عشق اوس یار کا اس راہ مین ناچار کیا
رشک سنبل نے ترے مجہ کو گرفتار کیا
قد سرو دیکھکے جان کو مری بلہار کیا
لطف تو چھوڑ دیا اور جفے انکار کیا
ترا دیوانہ ہون شب و روز کی بیداری سے

مضطرب کرتا ہے یہ دل کا پہڑکنا مجہکو
نو بنو تازہ ہوا غم سے پہڑکنا مجہ کو
پاس غیرون کا تو کر دور جہڑکنا مجہ کو
جیسا آتش پہ ہے پانی سے جہڑکنا مجہکو
مجہہ کیا ظلم کیا چھتا ہے بیزاری سے

ہائے رے عشق بہت مجہکو رلایا تونے
ہہ کو آنسو سے مرے خوب دہلایا تونے
زندگی عیش و خوشی سے ہٹایا تونے
غم پہ غم تازہ دیا غم سے گہلایا تونے

کیا کہون کہہ نہین جاتا ہے یہہ غمخواری سے

اے طبیبو مجھے اس خلق کا آزار ہوا
جہان مارا ہون جہان کس سے نہین کچھ بھی ہوا
کسی تدبیر سے لا دیجئے اب جلد دوا
وصل کی ہونا واجب تو ہوا رقامی شفا

جان قالب سے نکلتی ہے گرانباری سے

خمسہ

شبیر تھے صحیح وہ محب کردگار کے
لخت جگر تھے فاطمہ اطہر کے پیار کے
اسوار دوش تھے وہ رسول کبار کے
برحق تھے نور دیدہ شہ ذوالفقار کے

کیا ظلم ظالمون نے کئے او نکو مار کے

میدان پہ جبکہ قاسم نوشاہ چل گیا
تازے تیر و تبر و سنان کہا کے ڈہل گیا
دل اون یزیدیون کا جو تہا سب دہل گیا
ملک بقا کو ران سے او سدام نکل گیا

دولہ مقابلہ مین تہا پیدل سوار کے

نکلے مدینہ چہوڑ وہ کر کر سفر حسین
اسی پہ دو تہے زخم لگے جو کہ بر حسین
راہ خدا مین جبکہ لٹائے ہین گہر حسین
باغ نبی کے شجر کے تہے کیا ثمر حسین

زخمون سے چاک ہو گئے مثل انار کے

شہ نے کہے ہین شمر سے سن بات اے لعین
پڑہتے دوگانہ دے تو ہے قاتل میر الیقین
سینہ سے اب اوتر ہے نماز جمعہ قرین
یہہ بات سن اوتر گیا سینہ سے وہ وہین

خنجر چلایا سجدہ مین پہر ایک بار کے

وقت اخیر التجا شہ نے خدا سے کی
رکہتا نہین ہون فکر مین دنیا کے جہانسہ کی
امت کو بخش عرض ہے تجھے پیاسے کی
ارقامی تا بتی یہہ نبی کے نواسہ کی

سر اپنا نیچے دیدیا خنجر کی دہار کے

مخمسہ

باغ جہان مین گل ہین ہزارون بہار کے
لیکن نہ کوئی ایسے ہین دیکھو بچار کے
اے مومنو وہ گل تہے محمد کے پیار کے
باد خزان اوڑا لگئی ایک بار کے
ان پہ ظلم جو کئے قابل ہین نار کے

باغ نبی پہ بادِ خزان کیسے آئی تھی
افسوس صد ہزار گھٹا غم کی چھائی تھی
چوطرف بلبلون کو وہان پہ چھپائی تھی
بانو نے دہوم خیمہ مین یون کر مچائی تھی
اے سنگدل تو کیا لیا اصغر کو مار کے

جیسا کہ خون گلو سے بہا مین بتاؤنگی
اصغر علی کے غم سے بے بس مر ہی جاونگی
یہہ کربلا کی خاک مین سر پر اوڑاونگی
بار الہ کو حشر مین یہہ دکہہ سناونگی
افسوس ہے ستم پہ ستم بار بار کے

بار الہ یہہ دل کا مرے جل گیا کنول
جینا محال ہو گیا جاتا ہے دم نکل
جو شیر خوار طفل پہ ظالم بنائے یل
انصاف ہو کہ نار جہنم مین جائین جل
ہفتاد و تن مقابلہ مین کئے ہزار کے

اس نبی کی آل پہ پانی کیے ہین تنگ
تہے وہ بہی کلمہ گو ہی مگر دل ہوا تہا سنگ
پانی کی کرکے تنگی کئے اونکے سات جنگ
ارقامی حال غم سے ہوا فق مرا ہی رنگ
خاموش اب تو کہہ دئے قلم دم نمار کے

مخمسہ

مومنو جنگ پہ جب وہ شہ مردان نکلا
یعنے وہ ابن علی مہر درخشان نکلا

برق سے تیغ چلاتا ہوا جس آن نکلا — دیکھہ اعدا کا بہی دم تن سے ہو غلطان نکلا

مرحبا لاکہون پہ وہ ایک پہلوان نکلا

ایک حملہ مین کیا لاکہون کو وہ نار سقر — تیر پر تیر برستے تہے وہ تسپر خنجر کو

نرغۂ شام مین وہ تشنہ دہان اکبر — اپنے مرکب کو دیا ایک طرف کو رخ کر

واسطے پانیکے جب سوے چچا جان نکلا

جب کہ شبیر نے انگشت مبارک اپنی — تا تسلی ہو وہ اصغر کی زبان پر رکہدی

پہر تو اعدا کی طرف جب یہہ سواری نکلی — جو شجیع او نمین تہے اونپر بہی یہہ نوبت پہونچی

وار اکبر کا عدو کہا کے گریزان نکلا

دیکہو ہم شکل نبی اکبر علی تہے جرار — خنجر و تیر و تبر اور سنان تیغ کے وار

جسم نازک پہ وہ لگتے ہی چلے خونکی فوار — طرف خیمہ کے نظر کر کے آواز پکار

دم یہہ تن چہوڑ سفر کرنیکو ارمان نکلا

شاہ دین لاش کو خیمہ مین اوٹہا کر لائے — سامنے زینب و کلثوم کے رکہہ فرمائے

یہہ بہی آگے ہی ہمارے ہی شہادت پائے — اکطرف بانو سکینہ تہے کہڑے چلائے

بس کر اے قاسمی سخن تیرا ہو گریان نکلا

خمسہ

جو غم شبیر مین دل سے ہوا قربان ہے — کیا عجب اوسکو ملے جا روضۂ رضوان ہے

غور کیجئے مصطفے خود جسکا نانا جان ہے — فاطمہ آغوش مین جنکو رکہے ہر آن ہے

مکر سے ظالم بلا اونکو کیا حیران ہے

ایکدن کا ذکر ہے گئے کہیلنے باہر کہین کو — مصطفے اور فاطمہ بے چین ہو اندوہ گین

ڈھونڈتے پھرتے تھے کچھ اونکا پتہ ملتا نہین ۔۔۔ پڑھ دوگانہ حق سے فرماتے ہین ختم المرسلین

جبرئیل نازل ہوئے ہین دیکھو اوس ہی آن ہے

یون کہے حضرت سے حق نے آپ پر بھیجا سلام ۔۔۔ غم نہ کیجے دونو شاہزادے تمہارے خوشخرام
کھیلتے ہین یان کی گورستان مین آئے ذوالکرام ۔۔۔ چلدیئے جبریل سے حضرت نے سنکر یہ کلام

تھے وہان موجود دونو کیا خدا کی شان ہے

مونس جعفر تکی اونپر تھی محبت ہر زمان ۔۔۔ ایک لحظ نہین نظر آئے تو کہتے ہین کہان
جنکو ظالم نے وہ رن مین کردیا تو بیجان ۔۔۔ ایک قطرہ نا دیا پانیکا تھے سب نیم جان

آل احمد پر شمر نے یہہ کیا احسان ہے

دھوپ مین تھے پیر تنکے آبلہ پا بیقرار ۔۔۔ تشنہ ظالم کے ستم سے کہتے تھے یون بار بار
ہوگئے سارے شہید عابد کو ہی اب ہے بخار ۔۔۔ آل احمد کی رہے حرمت وہی پروردگار

سچ ہے ارقامی وہی مشکل کشا سبحان ہے

خمسہ

محمد مصطفیٰ یار و شہنشاہ دو عالم ہے ۔۔۔ گنہگاران امت کا ہمیشہ اونکے مین غم ہے
وہی ہادی وہی ہے رہنما قدرت کا محرم ہے ۔۔۔ خدا تعریف قران مین کیا خود شان اکرم ہے

کہ جس در پر گذر جبریل کا ہوتا تھا ہردم ہے

سنو اکروز کا یارو بیان راویسے ہے اخبار ۔۔۔ جناب مصطفیٰ شدت سے تپ سے تھے بہت بیمار
زبان پاک پر تھی امتی اور امتی تکرار ۔۔۔ وظیفہ اس سوا دوسرا نہین حضرت کو تھا زنہار

شفاعت کو حشر مین سب اونہین سے ہونگے خرم ہے

تبارک اور طہٰ شان مین لسین ہے آیا ۔۔۔ جناب غوث کے کاندہے پہ حضرت کا قدم پایا

ہے کیونکہ وہ ولی حضرت پیمبر حق نے فرمایا | فرش سے عرش تک تعریف کرنے کسنے سکھلایا

وظیفہ وہ شہ لولاک کا ہو جب تک دم ہے

اگرچہ ہے ولی اللہ تو قدرت حق کی اسسے معمور | ہمین سچ جانتے ہین اونکے تین یار و نہین وہ دور
مگر حد سے زیادہ مدح کرنا کب ہے یہہ دستور | شرع کا آگے ذرہ تو او سدم دم نمار سے مقدور

یہہ سن احکام شرع کے کرو اسجائے سر خم ہے

مگر مقدور جان تک ہو کرو تعریف حضرت کی | خدا کی اور قدرت کی وہ صاحب کے عنایتکی
شکر ہو کب ادا مجھسے ہے چار یاری کی حیرت کی | وہ چاہے بخشے نا بخشے خدا جانے وہ قدرتکی

حشر مین مصطفے کا جب سہارا ہم کو پیہم ہے

خمسہ

نازپر وہ زلف کا ہے ناوہ جوڑا سانپ کا | موذیون نے زلف پر بہتان جوڑا سانپ کا
کوئی فسونگر آجتک پتہا نہ توڑا سانپ کا | سچ کہا اب مونگس نے پہچانہ چھوڑا سانپ کا

زہر گاروڑی نے جب سارا نچھوڑا سانپ کا

عقل مین شعرا کے دیکھو کیون لگا غفلت کا تیر | موذیہ ہین ایکدن کہینچے گا ان سبکو کبیر
جب پٹہاری ین رکھا گاروڑی کر اوسکو اسیر | سانپ کی گہوڑے کی تم کو آج دیتا ہون نظیر

مانگ کہا تا در بدر پہرتا ہے گہوڑا سانپ کا

کوئی بلا کالی کہے یان عقل کی رفتار سے | کوئی شب دیجور بولے ہے یہہ سچ اکار سے
کوئی تو شاعر زلف کو بنت دے ہمین مار سے | زلف مین رکھتا صنم سم کوئی نہ پوچھے پیار سے

کا ہیکو ناحق یہہ لین سر پر بکھیڑا سانپ کا

خلد مین شیطان اگر جاتا ہو گہوڑے پر سوار | کا ہیکو آدم حوا جنت سے نکلے اشکبار

سانپ کو ایسی دغا شیطان سکھایا تھا کردار | جب بٹھایا منہ مین اپنے لیگیا جنت مین مار

اسلیے دشمن ہوا اتبک مکوڑا سانپ کا

وہ صنم ہیکا رسیلا عشق اوس سے کہہ مدام | کیا چرندے کیا پرندے سانپ بچھو ہے تمام
اوسکے آگے سرنگون ہے کیا لکھیگا عقل خام | سانپ بچھو زلف ابرو کو بنانا بدکلام

غور سے ارقامی نے مضمون چھوڑا سانپکا

قطعہ تاریخ از طبع زاد جناب اوستاد فہمی صاحب مدظلہ

جب کیا تالیف ارقامی نے دیوان بے نظیر | دیکھہ کر کہنے لگے سب خوب ہے روشن ضمیر
بولیان شرین جو دیکھین گلشن دیوان مین | کہدیا تاریخ فہمی طوطئ فرمان پذیر
۱۳۱۶ھ

قطعات تاریخ مصنف

دیوان کا میرے مضمون دلچسپ ہے مصفا | ہے گوہر معانی ہر ایک لفظ اسکا
ہر شاعر مدبر دیوان کو میرے دیکھا | ارقامی صاف کہدے گلزار عشرت افزا
۱۳۱۶ھ

قطعہ دیگر

خوشی دوستون نے منایا بہت | کہ جس سال مین میرا دیوان چھپا
ضرورت پڑی عیسوی سال کی | ملا کہا دل نے۔ غفار حاجت روا
۱۸۹۹ء

قطعہ دیگر

صد شکر کہ چھپ گیا ہے دیوان | احباب کو خوشی ہے دل پر
تھی مجھکو تلاش سال سے فصلے | ہاتف نے کہا یہہ انتخاب نادر
۱۳۱۶ف

قطعہ دیگر

فرمایش دوستان سے صد شکر | لو آج ہی چھپ گیا ہے دیوان

ارتقامی پوچھا سال سمت
بلبل نے کہا چراغ خاقان

سمت ۱۹۵۶

جناب شیخ عبدالقادر المتخلص لاحق تلمیذ جناب قابل صاحب سکندرآبادی

مشفق شفیق میرے ارتقامی عالی ہمت
ذہن ذکی ہے جنکا وہ صاحب سخندان

طبع رسا سے اپنے دیوان کئے مرتب
ہر مصرع پر غزل قربان کریں گلستان

دیوان کیا لکھا ہے معدن عروض کا ہے
جو دیکھتا ہے بس وہ ہوتا ہے اوسپر شادان

کیا لطف بھر دیا ہے ہر شعر وہ شاعر
توصیف اسکی کب ہو تحریر مجھسے اس آن

یکروز لطف سے وہ بلوا کے پاس اپنے
کہنے لگے کہ لکھہ تو تاریخ اے مہربان

بہر ہجر فکر میں جب رہ دیا تو دل نے بولا
لکھہ سن ہجری اسدم کیون فکر میں ہے غلطان

ہاتف نے یون ندا دی کہدے یہ لاحقا تو
ہر خاص و عام کو اب مقبول ہو یہ دیوان
۱۳۱۷

واہ کس خوبی سے یہ دیوان ارتقامی چھپا
دیکھکر کہتے ہیں شہر امرحبا صد مرحبا

تحفۂ عشاق کہئے تو بجا ہے دوستو
شوق سے یعقوب نے تاریخ ذی رتبہ لکھا
سنہ ۱۳۱۷

جوشش طبیعت کو ہوا تو سوجھتا ہے یہ کمال
فضل حق سے ہو گئی ارتقامی یہ دیوان رقم

سن ہجری مرے کو آیا جو دم کے خیال
اس میں یہی کہتا دلا اور دیکھلو سے گر قلم ۱۳۱۷

قطعہ تاریخ از طبع میر نجف حسین صاحب المتخلص ہلال سکندرآبادی تلمیذ جناب حبیب کنتوری

گر اسے دیکھا کوئی روشن ضمیر
کہدیا ہے نسخہ ہر دل پذیر

چرخ نے تاریخ یہ بولا ہلال
چھپ گیا ہے اب یہ دیوان بے نظیر
۱۳۱۷

تاریخ طبع موزون جناب محمد سلیمان صاحب المتخلص سلیمان ساکن سکندرآباد تلمیذ جناب فہمی صاحب

اللہ رے طبیعت ہے ایک کان جوہر — پیدا ہے جسے الشر الماس لعل گوہر
شاگرد ہے فہمی کے ارقامی نام اظہر — دیوان کیا مرتب بیشک بفضل داور
نور خدا کی جس مین تعریف ہے سراسر — کیونکر ہوئے دیوان بس نور سے منور
زہرہ وہ مشتری ہے ہر ایک حرف جسکا — ہر لفظ کس جھلک سے تابان ہے مثل خاور
جس جوہری نے دیکھا بے ساختہ یہ بولا — کس آب و تاب سے ہے ہر نقطہ نقطہ گوہر
زیبا ہے کسقدر یہہ ہر طرح کی روش پر — گو راستی الف کی ہے صورت صنوبر
بلبل ہزار جی سے کہتی ہے یہہ خوشی سے — ہر فرد رنگ بو سے پھولا ہے چون گل تر
نظارہ گی کے قابل دیوان ہے یہ عزیزو — ہر بیت اسکی بیشک سنبل چمن ہے خوشتر
ہاتف نے دی ندا یہ تاریخ لکھہ سلیمان — ارقامئ سخندان والئ نیک منظر ۱۳۱۷ھ

جناب شمشیر خان صاحب تخلص عادل ملازم قابل سکندرآباد

مجکو خیال گذرا تاریخ کا جو دل مین — یک شوق سے قلم کو مین ہاتھ مین لیا جب
اختر کے سر سے عادل تو یون اسطرح سے — جو دیکھتا ہے دیوان کہتا وہ آفرین اب ۱۳۱۷ھ

تاریخ و تقریظ من نتائج طبع موزون عالیجناب منشی سید امین الدین صاحب سکندرآبادی مدرس مدرسہ تعلیم المعلمین بلدہ حیدرآباد دام لطفہم

شکر یزدان کہ درین ایام میمنت انجام کہ دیوان ارقامی در قالب طبع آمدہ سرمۂ چشم عزیزان گشت سبحان اللہ کہ از طبع موزونش در ریاض سخن چہ گلہا دمید کہ از بوئے دل آویزش دماغ عالم معطر گشت و سلسلہ مضامینش ہمچون زلف عروسان دل فریب عاشقان معنی را در کمند تعشق تسخیر می نماید نظر بران کہ دیوانش از دواوین دیگران خیلے لطف انگیز ہست ۔ بحد امکان در جزوی لیاقت استعارات و تشبیہات

کنایات و محاورات ہمچنان بکار برد کہ از شعرای دکن بگذشت۔ و نیز در معرکہ سخن گوئی بلاغت ربود در
طلاقت بیانی و طبع روانی را چہ باید گفت کہ در فن شاعری دقیقہ فرو نگذاشت۔ دوست و احباب در
مدح دیوانش ہمہ تن زبان گشتہ دفترے کہ گرد آوردہ اند بے کم و کاست واجب التسلیم دریافتہ شد یارب
این کلام فیض نظام را در ہمہ عالم بدرجہ اجابت برسان۔

طبع شد دیوان ارقامی بصد جاہ و جلال	شاعران نکتہ دان گفتند براو آفرین
می برد ذوق کلامش خاطر اہل کمال	ہمچنان پائے مگس آویختہ در انگبین
ذوق مضمون دلاویزش میرس اے ہمنشین	تشنگان اہل معنی را بود ماء معین
رفت ازجوش ارادات ماہر اندر بحر فکر	سال طبعش یافت۔ الحق چشمہ فیض است این

۱۸۹۹ع

تاریخ من نتایج طبع موزون عالیجناب مولوی محمد حسین صاحب مدرس مدرسہ ضلع گلبرگہ
المتخلص بہ بسمل ام لطفہ

ارقامی کا جو دیوان شکر خدا چھپا ہے	ہر ایک شعر پایا ہے نزاکت افزا
جب میں نے دل سے پوچھا تاریخ طبع دیوان	بسمل نے یہ کہہ دیا یہ ـ گلزار عشرت افزا

تاریخ من نتایج طبع موزون عالیجناب مولوی محمد عبد اللطیف صاحب ۱۳۱۷ھ المتخلص
بہ لطیف مدرس مدرسہ کھمم میٹ شاگرد جناب عبد الرحمان صاحب قبلہ صوبیدار المتخلص
بہ شفقی حرس اللہ شانہ

چھپ گیا دیوان ارقامی خدا کے فضل سے	ہمنے پایا ہی نہیں اتنگ نظیر اسکا کہین
فکر سال طبع جب ہم ہوگئی مجھکو لطیف	بلبل دل نے کہا۔ دریائے فیض اسلام و دین

۱۳۱۷ھ

تمت

بنظم کمترین محمد حمید الدین کاتب مطبع نور دکن سکندرآباد دکن